بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت ششماہی ۶/ (بغیر ضمیمہ درس قرآن شریف)

گر چہ گوئم باتو گرانی جہاد رقادیان بیبنی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ضمیمہ درس قرآن شریف معہ) (پیشگی چار روپے)

جلد ۹ | مورخہ ۱۶- ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء مطابق ۱۶ پوہ سمت ۱۹۶۶ بکرمی | نمبر ۱۰

سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا | اڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دارالامان ہمارا جنت نشان ہمارا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عید اضحےٰ کا خطبہ

۲۴- دسمبر ۱۹۰۹ء بروز جمعہ۔ ہم نے عید اضحےٰ ۱۰ بجے کے قریب پڑھی۔ حضرت امیر المومنین نے پہلی رکعت میں قبل از قرأت اور دوسری میں بعد از قرأت تکبیریں کہیں۔ اس کے بعد کلمہ شہادت۔ اعوذ۔ بسملہ الحمد۔ تکبیر کے بعد فرمایا۔

ہر قوم میں میلوں کا دستور

ہر ایک قوم میں کچھ دستور۔ رسمیں اور عادات ہوتے ہیں منجملہ ان کے میلے بھی ہیں جن کا متمدن اور غیر متمدن دونوں قوموں میں رواج ہے۔ میلے کے دن۔ خوراک۔ لباس۔ میل و ملاقات میں خاص اور نمایاں تبدیلی ہوتی ہے۔ یہ فطرتی چیز تھی۔ مگر اس میں بڑھتے بڑھتے ہوا و ہوس کو بہت دخل ہو گیا۔

بہت سے میلے تجارت کی بنیاد پر قائم ہیں۔ میں نے ہندوستان میں تجارت کے ایسے میلے دیکھے ہیں۔ چنانچہ ہر ہفتے کسی نہ کسی گاؤں میں میلا ہوتا ہے اور اسے گزری کہتے ہیں۔ وہاں دس دس بارہ بارہ کوس کی چیزیں جمع کر لیتے ہیں

بعض میلوں میں جانوروں کو جمع کرتے ہیں جسے منڈی کہتے ہیں غرض ان میلوں کی تہ میں عجیب عجیب مقاصد کام کر رہے ہیں۔

بعض تو اپنے گذارے کے لئے میلہ لگاتے ہیں۔ بعض خلص چندے یا نذر و نیاز کے حصول کے لئے اور بعض بعض محض اپنی

عظمت و جبروت کے اظہار کے لئے۔

ان میلوں میں اصلاح

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جہاں بڑے بڑے احسانات ہیں ان میں میلوں کی اصلاح بھی ہے۔ چونکہ یہ ایک فطرتی بات تھی۔ اس لئے ان کو ضائع نہیں کیا۔ صرف اصلاح کر دی۔ اور وہ یوں کہ جہاں ہر رسم و رواج کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے نیچے رکھ لیا۔ وہاں ان میلوں میں بھی یہی بات پیدا کر دی۔

عید اضحیٰ میں تعظیم لامر اللہ

مثلاً عید کا میلہ ہے۔ آپ نے اس میں اول تو تکبیر کو لازم ٹھہرایا اور خدا کی تعظیم کے اظہار کے لئے وہ لفظ مقرر کیا۔ جس سے بڑھ کر کوئی لفظ نہیں۔ صفات میں اکبر سے بڑھ کر کوئی لفظ نہیں اور جامع جمیع صفات کاملہ ہونے کے لحاظ سے اللّٰہ سے بڑھ کر اس مفہوم کو کوئی ظاہر نہیں کر سکتا۔

عیدین میں شفقت علی خلق اللہ

مخلوق پر شفقت کرنے کے لئے۔ رمضان کی عید میں صدقۃ الفطر کو لازم ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ نماز میں جب جاوے تو اس کو ادا کرے اور پھر یہ صدقہ خاص جگہ جمع کرے تا کہ مساکین کو یقین ہو جائے۔ کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کی جائیگی۔

پھر یہ عید ہے اس میں مساکین وغیرہم کے لئے سید الطعام لحم یعنے گوشت کی مہمانی کی ہے۔

پس کیا ہی مستحق ہے۔ صلوٰۃ و سلام کا وہ رسول جس نے ہمیں ایسی عمدہ راہ دکھائی۔ یہ چیزیں صرف اسی بات کے لئے ہوتیں کہ اللہ کی نسبت فرائض جو انسان کے ہیں اور جو فرائض مخلوق کی نسبت ہیں ان کو پورا کریں

مگر دنیا کے کسی میلے کو دیکھو تو ان میں یہ حق و حکمت کی باتیں نہیں جو عیدین میں ہیں۔

عید اضحیٰ کے فوائد

عیدین تنگی نہیں کی بلکہ فرمایا کہ اگر جمعہ و عید اکٹھے ہو جائیں۔ تو گاؤں کے لوگوں میں جو باہر سے شریک ہوئے ہیں۔ جمعہ کے لئے انتظار کی تکلیف نہ دی جائے۔

وحدت کا مسئلہ۔ بھی خوب سکھایا ہے۔ پہلے تو ہر محلے کے لوگوں کو پانچ بار۔ مسجد میں اکٹھے ہو کر دعا مانگنے کا حکم دیا۔ پھر ہفتہ میں ایک دفعہ تمام گاؤں کے لوگوں کو جمع ہو کر دعا کرنے کا ارشاد کیا۔ پھر سال میں عیدین میں جن میں مومنوں کا اجتماع لازم ٹھہرایا۔ پھر ساری دنیا کے لئے مکہ مقرر فرمایا۔ جہاں کل جہان کے اہل استطاعت مسلمان آکر دعا کریں۔

قربانی۔ جو عید اضحیٰ کے دن کی جاتی ہے اس میں بھی ایک پاک تعلیم ہے۔ اگر اس میں مد نظر وہی امر ہے۔ جو جناب الٰہی نے قرآن شریف میں فرمایا۔ لن ینال اللّٰہ لحومہا ولا دماء ھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم۔

قربانی کی فلاسفی

قربانی کیا ہے یہ ایک تصویری زبان میں تعلیم ہے۔ جسے جاہل اور عالم پڑھ سکتے ہیں۔

خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں۔ وہ ھو یطعم ولا یطعم ہے ایسا پاک اور عظیم الشان بادشاہ نہ تو کھانوں کا محتاج ہے۔ نہ گوشت کے چڑھاوے اور لہو کا۔ بلکہ وہ تمہیں سکھانا چاہتا ہے۔ کہ تم بھی خدا کے حضور اسی طرح قربان ہو جاؤ اور ادنےٰ اعلےٰ کے لئے قربان ہوتا ہے۔

کل دنیا میں قربانی کا رواج ہے اور قوموں کی تاریخ پر نظر کرنے

(... قادیان میں ... معراج الدین عمر پروپرائٹرز و رنڈ ز و سانز کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق مینیجر مطبع در اخبار چھپکر شائع ہوا)

سے ظاہر ہوتا ہے کہ ادنےٰ چیز اعلےٰ کے بدلے میں قربان کی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سی بڑی چیزوں میں پایا جاتا ہے۔

ہم نے بچے تھے تو یہ بات سُنی تھی کہ کسی کو سانپ زہریلا کاٹے۔ تو وہ انگلی کاٹ دی جاوے تاکہ کل جسم زہریلے اثر سے محفوظ رہے گویا انگلی کی قربانی تمام جسم کے بچاؤ کے لئے کی گئی۔

۲۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا کوئی دوست آ جاوے تو جو کچھ ہمارے پاس ہو۔ اس کی خوشی کے لئے قربان کرنا پڑتا ہے گھی۔ آٹا۔ گوشت وغیرہ۔ قیمتی اشیاء۔ اس پیارے کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتیں۔

۳۔ اس سے زیادہ عزیز ہو تو مرغے۔ مرغیاں حتے کہ بھیڑیں اور بکرے قربان کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر گائے اور اونٹ تک بھی عزیز مہمان کے لئے قربان کر دئے جاتے ہیں۔

۴۔ میں نے اپنی طب میں دیکھا ہے۔ کہ وہ قومیں جو جانیں نہیں سمجھتیں۔ کہ کوئی جاندار قتل ہو۔ وہ بھی اپنی زخموں کے کئی سینکڑوں کیڑوں کو مار کر اپنی جان پر قربان کر دیتی ہیں۔

۵۔ اس سے اوپر چلیں۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ ادنےٰ لوگوں کو اعلےٰ کے لئے قربان کیا جاتا ہے۔ مثلاً چوہڑے ہیں۔ آج عید کا دن ہے۔ مگر ان کے سپرد پھر بھی وہی کام ہے بلکہ صفائی کی زیادہ تاکید ہے گویا ادنےٰ کی خوشی اعلےٰ کی خوشی پر قربان ہوئی۔

۶۔ ہندو گئو رکھشا بڑے جوش سے کرتے ہیں (ملک میں تو دودھ تک نہیں پیتے۔ کیونکہ یہ بچھڑوں کا حق ہے اور یہاں کے ہندو تو دھوکہ دے کر دودھ لیتے ہیں) مگر پھر بھی اس سے اور اس کی اولاد سے سخت کام لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے کاموں کے لئے انہیں مار مار کر درست کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔

۷۔ ادنےٰ سپاہی اپنے افسر کے لئے اور وہ افسر اعلےٰ افسر کے لئے اور اعلےٰ افسر بادشاہ کے بدلے میں قربان ہوتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اس فطرتی مسئلہ کو برقرار رکھا اور اس قربانی میں تعلیم دی۔ کہ ادنےٰ اعلےٰ کے لئے قربان کیا جاوے۔

۸۔ محبت میں انسان بے اختیار ہوتا ہے۔ مگر اس میں بھی قربانیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ چنانچہ محب بھی بتدریج محبوبوں کے مراتب رکھ کر ایک کو دوسرے پر قربان کرتا رہتا ہے۔ اپنا پیسہ یا جان محبوب ہے۔ مگر دوسرے محبوب پر اسے قربان کر دینے میں عذر نہیں۔ انسان کو مال کی محبت ہے۔ بی بی کی محبت ہے۔ بچوں کی محبت ہے۔ یار و آشنا کی اور دین کی محبت ہے۔ اللہ کی کتابوں۔ اللہ کے رسولوں سے محبت ہے۔ سچے علوم سے بھی محبت ہے۔ ان تمام محبتوں کے مراتب میں ادنےٰ کو اعلےٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔ بات لمبی ہو گئی

الحمد میں قربانی کی تعلیم

میں نے جو آیات پڑھی ہیں ان میں اللہ کا نام ہے۔ رحمٰن کا نام ہے اور رحیم کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ۱۱۴ دفعہ قرآن شریف میں بیان کیا ہے۔ ہر مسلمان کو اس کلمہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ایک بارہ اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم فرما کر پھر تفصیل کے لئے اللہ کے ساتھ ربّ اور رحمٰن رحیم کے ساتھ مالک بڑھا دیا ہے۔ جس پر غور کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اللہ ان قربانیوں کی طرف اشارہ فرما رہا ہے۔

اللہ کا لفظ معبود کے لئے ہے۔ معبود عبادت کو چاہتا ہے اور عبادت کیا ہے پرلے درجے کی محبت۔ پرلے درجہ کا تذلل پرلے درجہ کی اطاعت اور ان باتوں کا پتہ مقابلہ میں لگتا ہے ایک شخص ایک طرف حکم کرتا ہے اور دوسری طرف خدا۔ تو اب جو شخص خدا کے حکم کی طرف سبقت کرے گا اس نے گویا خدا کی اطاعت پر دوسرے کی اطاعت کو قربان کر دیا۔

انسان محتاج ہے کھانے پینے کا۔ مکان کا۔ غرض ذرے ذرے میں خدا کے حضور اس کی احتیاج ہے چنانچہ اس نے فرمایا۔ کہ انتم الفقرٓاء الی اللہ ھو الغنی۔ حقیقی غنی اللہ کی ذات ہے اور سراپا احتیاج انسان۔ جو احتیاج میں ہے اس کے برابر کوئی ذلیل نہیں اسی لئے حکم ہے۔ اسے خدا کے حضور تذلل کا۔ پھر انسان اپنے وجود میں اپنے بقا میں۔ دفع امراض میں رنج و راحت۔ عسر و یسر۔ غرض ہر حالت میں اللہ کا محتاج ہے

اللہ کو لفظ میں قربانی کی تعلیم

پس اللہ کا نام انسان کو یہ سمجھاتا ہے۔ کہ حقیقی معبود حقیقی مطاع۔ حقیقی غنی وہی ذات ہے اور حقیقتاً محتاج حقیقتاً ذلیل۔ حقیقتاً مطیع وہ انسان ہے۔ جس کو اللہ نے پیدا کیا اور جو اپنے بقا میں ہر آن اس کے فضل کا محتاج ہے اس فضل کے جذب کے لئے اطاعت فرض ہے۔

اب اس کی اطاعت کی راہیں معلوم کرنے کے واسطے نبی کی ضرورت ہے کیونکہ جب ایک انسان دوسرے انسان کی رضامندی کی راہیں کیونکر معلوم ہو سکتی ہیں۔ سوا اس کے کہ وہ خود ہی بتلائے۔ چنانچہ اس نے نبوت کا سلسلہ قائم کیا۔ جس کے بیکار زمانے میں اس میں بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جیسے عام مخلوق کی محبت۔ انبیاء کی محبت پر قربان کی جاتی ہے اسی طرح انبیاء کی محبت اللہ کی محبت پر قربان کرنی پڑتی ہے۔ تمام انبیاء نے الوہیت کے مسئلہ پر بڑا زور دیا ہے۔ مگر میں نے اکثر واعظوں کو دیکھا ہے کہ وہ خدا کی عظمت اور جبروت کے اظہار کے لئے وعظ نہیں کرتے بلکہ ان میں سے بعض کا منشاء تو یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو رلا دیں۔ بعض اس بات میں اپنا کمال سمجھتے ہیں کہ ایک روائت سے رلائیں اور دوسری سے ہنسا دیں۔

ابتدائی زمانے میں ایک کتاب میرے پاس تھی جس کا نام بحر ظرافت۔ ایک مولوی واعظ ہمارے ہاں آئے انہوں نے مجھے کہا یہ کتاب مجھے دیدو۔ میں نے کہا اسے آپ کیا کریں گے۔ اس میں تو محض تمسخر ہے آپ نے کہا کہ وعظ میں ایک کمال ہنسانے کا ہے۔ جو اس کے ذریعے پورا ہو جائیگا۔ بعض وعظ کا کمال اس میں سمجھتے ہیں۔ کہ ان کے وعظ کے اخیر میں کوئی شخص اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر ان کے مذہب میں شامل ہو جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ۔ وعظ میں عبودیت کا رنگ ہو۔ اللہ کی کتاب پڑھی جاوے اس کی حقیقت بتائی جاوے اور پھر اس کی تعلیم سے دل اس قسم کے پیدا ہوں جو اس تعلیم کے ساتھ مطہر و پاک ہو جاویں ایک ہی ہزار لوگوں میں سے ایسا پیدا ہو جاوے تو غنیمت ہے۔ بلکہ اکسیر احمر ہے۔

بہت سے لوگ ہیں جو امیر ہیں۔ بہت سے لوگ اخلاص ظاہر کرتے ہیں۔ چندے بھی دیتے ہیں بہت سے خوشامد کرتے ہیں اور ایسے ایسے ہماری لقب دیتے ہیں۔ جو شاید ہماری نسل میں سے کسی کو نہ دئے گئے ہوں۔ مگر وہ آدمی جو فرمانبرداری میں خوف اور کسی بات کی پروا نہ کرے وہ ملے تو بے نظیر و اکسیر ہے فرمانبرداری بڑی اعلےٰ صفت ہے ہاں یہ سمجھے کہ جو حکم دیا گیا ہے وہ مال عزت۔ دین کو نقصان پہنچانے والا تو نہیں یا قرب الٰہی سے دور کرنے والا تو نہیں ایسے شخص کے پاس بھی ہرگز نہ بیٹھنا چاہیئے ہمارے بزرگوں میں سے ایک شعر پڑھا کرتے تھے۔

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت ٭ وز تو نہ رہید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں میباش ۔

یعنے جس کی صحبت میں بیٹھ کر جمعیت تامہ اور سچی طمانیت حاصل نہ ہو اور اعلےٰ اغراض کے لئے ادنےٰ اغراض کی قربانیوں کی توفیق نہ ملے تو اس کی صحبت کی اجازت نہیں چنانچہ کہا ہے۔ ورنہ نہ کند روح عزیزان بحلت

ربوبیت

اسی طرح اس سے آگے ربوبیت کا درجہ ہے۔ ہم نہ تھے اس نے ہمیں وجود بخشا۔ زندگی دی۔ بیان سکھایا۔ قوی دئے۔ میں اپنے قوے پر خود ہی حیران ہوں اور میرا دل رقص میں آ جاتا ہے کہ اس نے مجھے کان کیسے دئے ہیں۔ آنکھیں کیسی

کیسی عطار کی ہیں زبان کیسی دی ہے دماغ کا کیسا دیا دل کیسا دیا ہے کہ ساری دنیا قربان ہو جاوے۔ پر میرے مولیٰ کی نرالی ہو جاوے رسول اللہ سے ایسی محبت بخشی ہے کہ میرے کسی گوشہ میں آپ کی تعلیم آپ کی اولاد آپ کی آل سے ذرا بھی بغض نہیں رہا۔ میں نے اتنی تاریخیں پڑھی ہیں۔ خارجی، شیعہ، رافضی کی۔ مگر پھر بھی کسی صحابی سے مجھے رنج نہیں۔ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی سے۔ نہ کسی آل و اولاد سے رنج ہے اور یہ خدا کا فضل ہے اور اسی کی ربوبیت کی شان سے ہے۔

حضرت صاحب یعنے ہمارے مرزا صاحب فرمانے لگے کہ ایک دفعہ میں نے چاہا جیسے اور صوفیوں نے کتابیں لکھی ہیں میں بھی لکھوں۔ (ان میں سے بہت بڑی کتاب امام شعرانی کی ہے بڑی دلچسپ کتاب ہے اس کا ترجمہ اختصاری رنگ میں اپنے مذاق کے لحاظ سے نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی کیا ہے) چنانچہ میں نے ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا۔ مگر خدا کے انعامات کی اتنی برسات میں نے دیکھی کہ شرم سے میرا قلم رک گیا۔ فرمایا کہ اگر برسات کے قطروں کو گن سکتا ہے تو خدا کے احسانات کو بھی گن سکیگا، چنانچہ خدا نے فرمایا۔ ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ ان احسانات میں سے ایک وحدت ہی ہے جسکی نسبت فرماتا ہے کہ اگر ساری زمین سونے چاندی کی بھر کر دیدو۔ تو بھی یہ وحدت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس کا میں نے ہی تجربہ کیا ہے ایک زمانہ میں میرے پاس بڑا روپیہ آتا تھا اور مجھے روپے کی محبت ہرگز نہیں میں اپنی تعریف نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے فضل کا اظہار۔

یہ لوگ جو بطور شاگرد میرے پاس رہتے ہیں (اگرچہ بعض لوگ ان کو حقارت سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے اردگرد بیٹھے رہتے ہیں اور احداث میں خلا ملا رکھتا ہے) ان سے پوچھ لو کہ مال میں میرا مولیٰ کیسا متکفل ہے اور میں اس معاملہ میں اس کی ربوبیت کے بہت بہت سے عجائبات ... دیکھ چکا ہوں۔

اسی ربوبیت کے چشمے کا فیضان ہے، کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا نبی ہم میں آیا۔ پھر وہ مذہب ملا جسکی حمایت ونصرت کے لئے ہر صدی میں یقیناً امام آئے جن کی تعلیم دیکھکر ہم حیران رہ جاتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیسے قدم بہ قدم چلایا ہے اماموں کے متعلق ایک مذہب ہے کہ پچاس برس کے بعد ایک امام آتا ہے دوسرا مذہب ہے کہ پچیس برس کے بعد وہ تعلیم رسالت پناہ کو محفوظ رکھتا ہے۔ خیر یہ بھی اسی کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔

غرض اس نے ہمیں عدم سے وجود بخشا۔ وجود سے بقا پھر عقل و فہم و ذکا۔ پھر اعضا صحیح عطا کئے۔ پھر ہمیں توفیق دی۔ کہ ہم مسلمان ہوگئے دین نے بڑے بڑے ذہین اور ہوشیار آدمی اسلام سے متنفر دیکھے ہیں۔ جن کو میں نے عجیب عجیب طور سے قائل کیا ہے مگر اسلام کی توفیق نہیں ملی۔ پس توفیق ہی نعمت ہے جناب الٰہی سے)

ہم نے دیکھا ہے بعض کو دین کا شوق نہیں اور اگر ہے تو ذہن اس قابل نہیں یا ذہن تو ہے مگر سامان نہیں سامان تو ہے صحت نہیں صحت تو ہے کوئی اور مشکل ہے۔ مثلاً دنیوی علائق کی وجہ سے فرصت نہیں جو فرصت ہے تو پھر یہ وقت ہے کہ کتابیں سچی نہیں ملیں بعض کو توفیق ملتی ہے مگر ارادے میں ثبات نہیں آج نماز کا شوق چرایا ہے زندگی وقف کرنے پر تلے بیٹھے ہیں مگر تھوڑے دن بعد کچھ بھی نہیں حالانکہ قول بلا عمل کیا ہستی رکھتا ہے۔ غرض سب باتیں موقوف ہیں فضل الٰہی پر۔ جو ربوبیت کی صفت سے فیض لینے پر حاصل ہوتی ہیں

مختصر باتیں

میں تمہیں مختصر نصیحت کرتا ہوں بعض لوگ ہیں جو نماز میں کسل کرتے ہیں اور یہ کئی قسم ہے (۱) وقت پر نہیں پہونچتے (۲) جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے (۳) سنن و رواتب کا خیال نہیں کرتے۔ کان کھول کر سنو جو نماز کا تیج ہے اس کا کوئی کام دنیا میں ٹھیک نہیں۔

زکوٰۃ - بعض لوگ زکوٰۃ کے حکم کی تعمیل میں کسل کرتے ہیں وہ اس بات کی تہ کو نہیں پہونچتے۔ کہ صلوٰۃ کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا ذکر بھی قرآن مجید کیوں ہے۔ دراصل تعظیم لامر اللہ کے ساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ بھی ضروری ہے۔

اگر کسی کے پاس نئی جوتی ہے تو کیا حرج ہے کہ وہ پرانی جوتی کسی مسکین کو دیدے یہ کہنا کہ پرانی کیچڑ کے لئے رکھ لی ہے حد درجے کی سفیہانہ بات ہے اسی طرح میں نے پرانے کپڑوں پرانے لحافوں کی نسبت ...... بارہا توجہ دلائی ہے یہی حکم علم کا ہے کہ اگر خدا نے تمہیں علم بخشا ہے تو اس کی زکوٰۃ ہے کہ دوسروں کو پڑھا دیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ بہت لوگ اس زکوٰۃ میں مضائقہ کرتے ہیں ایک شخص کو میں نے پڑھانے کی نسبت کہا اس نے بڑی بلدی اور شوق سے منظور کرلیا مگر ساتھ ہی بتا دیا کہ ڈیوٹیوں کا حساب آپ جانتے ہونگے۔ یہ زکوٰۃ کا طرز نہیں میرے نزدیک ہر شخص پر زکوٰۃ فرض ہے یہی وجہ کہ قرآن شریف میں نصاب کا ذکر نہیں۔ امام حسن بصری سے کسی نے زکوٰۃ کا مسئلہ پوچھا۔ آپنے فرمایا ہمارے ہاں تو زکوٰۃ یہ ہے کہ کسی کے پاس چالیس ہوں تو وہ اکتالیس بھر دے اور علماء کی زکوٰۃ یہ ہے کہ چالیس ہوں تو ایک دے۔

غرض ہر ایک زکوٰۃ دیتے رہنا چاہیئے مگر یہ موقوف ہے توفیق پر۔ جس کے حصول کا گر دعا ہے۔ میرے بھائی سلطان احمد تھے انھوں نے مجھے خط لکھا کہ سوف سوف نہ کریں کیونکہ موت کا وقت آجاتا ہے اور کام پورے نہیں ہوتے۔ اس لئے جب توفیق ملے اسی وقت وہ نیک کام کرلے یہ میرا اپنا صحیح تجربہ ہے شریعت اجازت نہیں دیتی کہ کام کو دوسرے وقت پر ڈالا جاوے۔

یعنی بین المسلمین قبلہ کے علماء نے بھی یعنے لکھے ہیں۔ کہ جب وقت ملے اسی وقت کام کرلے ورنہ روک پیدا ہو جاتی ہے

میں تمہیں بہت کچھ سنانا چاہتا تھا مگر جمعہ بھی ہے اور اس میں بھی میں نے ہی بولنا ہے (ناظرین اس فقرہ سے سمجھ گئے ہونگے جو مضمون اللہ اور رب کے اسماء کی تفسیر اور اس میں قربانی کی تعلیم پر چل رہا تھا بوجہ تنگی وقت و دیگر مصالح و میں مختصرات پر رد کرد دیا گیا) اس لئے اسی مختصرات کے ساتھ کچھ اور نصائح ایزاد کرتا ہوں کہ تمہارے کاموں میں تعظیم لامر اللہ ہو اور شفقت علیٰ خلق اللہ ہو کیونکہ فرمایا۔ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ جو مفر وجود ہوتے ہیں وہ خود بھی سکھ نہیں پاتے۔ دوسروں کو بھی سکھ نہیں کرلینے دیتے آپ بھی دوزخ میں رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی تکلیف پہونچاتے ہیں۔ پس تم مفر نہیں بلکہ نافع للناس وجود بنو۔ سب سے بھاری مسئلہ یہ ہے کہ وقتوں کی حفاظت کرو۔ دعا سے کام لو صحبت صلحاء اختیار کرو۔ محبت صلحاء بڑھاؤ محبت کا اصول یہ ہے کہ جبلت القلوب علیٰ حب من احسن الیہ۔ میری فطرت میں یہ بات ہے۔ کہ جو کام کسی کو بتاؤں اور وہ نہ کرے تو میری اس کے ساتھ محبت نہیں رہ سکتی۔ خدا کی محبت کا بھی یہی حال ہے وہ اپنی فرمانبرداری کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

قربانی کے مسائل

قربانی میں دو برس سے کم کوئی جانور نہیں چاہیئے یہی میری تحقیق ہے (۲) جس کے سینگ بالکل نہ ہوں وہ جائز ہے (۳) خصی جائز ہے (۴) مادہ بھی جائز ہو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ چھترا قربانی دیتے رہیں کا منہ آنکھیں پیٹ۔ پاؤں سیاہ ہوتے۔ جو بالکل دبلا ہو وہ جائز نہیں اگر جانور موٹا ہو۔ خواہ اسے خارش ہو تو بھی اسے جائز رکھا ہے (۵) لنگڑا مناسب نہیں۔

تم قربانیاں کرو۔ اس یقین کے ساتھ کہ ان میں تصویری زبان کے ذریعے تمہیں فرمانبرداری کی تعلیم ہے اور یہ کہ تم بھی اوپنے کے لئے اسلام کو قربان کرنا سیکھو۔ اللہ تمہیں توفیق بخشے۔ آمین

عید کے جمعہ کا خطبہ

الاضحی مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۹ء

حضرت امیر المومنین نے یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ۔ فاسعوا الی ذکر اللہ پڑھ کر فرمایا۔ کہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ کوئی شخص تم کو وعظ سنائے اور اتنا وقت ہو کہ نماز سے پہلے سن لو۔ اس کے بعد نماز پڑھو۔ نماز کے بعد تم کو اختیار ہے کہ دنیوی کاموں میں لگ جاؤ۔ میں اس کے حکم کے مطابق

تم کو نصیحت کرتا ہوں۔

اللہ نے ہم کو کچھ اعضاء دئے ہیں اور ان اعضاء پر حکومت بخشی ہے اور یہ انسان کو اپنی صفات کا مظہر بنایا۔ چونکہ خدا مالک ہے اس لئے انسان کو بھی مالک بنایا اور اس کو بہت بڑا لشکر دیا جنہیں سے دو چار نوکروں کا میں ذکر کرتا ہوں۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ۔ سب کے سب بادشاہ ہو اور تم سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہوگا (۲) الامام راع وھو مسئول عن رعیتہ۔ امام بھی راعی ہوتا ہے اور اس سے رعایا کی نسبت سوال ہوگا (۳) عورت کے بارے میں بھی فرمایا کہ علےٰ بیتہ زوجہا راع۔ میں ان بادشاہوں کا ذکر نہیں کرتا۔ جو ملکوں پر حکمران کرتے ہیں بلکہ اس کا ذکر کرتا ہوں۔ جو تم سب اپنے اپنے اعضاء پر حکمران ہو۔ ان سب میں سے بڑی چیز دل ہے۔ جس کے کچھ فرائض ہیں کچھ محرمات کچھ مکروہات کچھ مناجات۔

دل کے فرائض بتاتا ہوں (۱) اس کا عظیم الشان فرض ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائے۔ جب تک دل اس فرض کو ادا کرنے والا نہ ہو۔ ہلاکت میں ہے۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اور جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم سے پتہ لگتا ہے کہ دل یقین کر چکے ہیں۔ پس اس یقین کے ساتھ عملی رنگ بھی ضروری ہے (۲) اس کے بعد فرض ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا رسول یقین کرنا۔ جب اللہ معبود ہوا۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول۔ تو اللہ کے بالمقابل اب اور کسی کا حکم نہیں اور رسول کی اطاعت کے بالمقابل کوئی اطاعت نہیں۔ یہ واجبات ہے۔

دل کے محرمات میں سے ہے (۱) اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا (۲) کبر و نخوت (۳) بغض و حسد (۴) ریاء و سمعۃ (۵) نفاق کرنا۔ **شرک** کی نسبت تو اللہ فرماتا ہے کہ معاف کروں گا اور کبر وہ فعل ہے جس کا نتیجہ شیطان اب تک لعنت اٹھا رہا ہے اور ریا کہتے ہیں اس عمل کو جو دکھاوے کے لئے کیا جاوے اور **نفاق** یہ ہے کہ دل سے نہ مانے اور اوپر سے اقرار کرے اس کے کچھ اور شعبے بھی ہیں۔ جب بات کرے جھوٹ بولے (۲) امانت میں خیانت کرے معاہدہ میں غداری کرے (۴) سخت فحش گالیاں دیں

دل کے فرائض سے یہ بات ہے کہ دل کو اللہ کی یاد سے طمانیت بخشے۔ آدمی پر مصائب کا پہاڑ گر پڑتا ہے کسی کی صحت خطرے میں ہے کسی کی عزت۔ کسی کی مالی حالت۔ کسی کو بیوی کے تعلقات میں مشکلات ہیں۔ کسی کو اولاد کی تعلیم میں۔ ان تمام مشکلات کے وقت خدا کی فرمانبرداری کو نہ چھوڑے۔

ایک شخص دلی میں ہیں جو ہمارے خیالات کے سخت مخالف ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب الحقوق والفرائض لکھی ہے۔ میں نے اسے بہت پسند کیا حق بات کسی کے مونہہ سے نکلے مجھے بہت پیاری لگتی ہے دوست کے مونہہ سے نکلے تو پھر اور کیا چاہیئے۔ حقوق و فرائض کا ہر وقت نگاہ رکھنا مومن کے لئے مستحب کام ہے مصائب میں اللہ پر ایسا بھروسہ ہو کہ ان مصائب کی کچھ حقیقت نہ سمجھے اس کی تہ کے اندر جو حکمتیں۔ رحمتیں فضل ہیں۔ ان تک انا للہ کے ذریعے پہونچے۔ ایک دفعہ میں جوانی میں الحمد پڑھنے لگا۔ ان دنوں مجھ پر سخت ابتلا رہا اس لئے مجھے جہراً پڑھنے میں تامل ہوا۔ کیونکہ جب دل پورے طور پر اس کلمہ کے زبان سے نکالنے پر راضی نہیں تھا۔ تو یہ ایک قسم کا نفاق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری دستگیری کی اور معاً مجھے خیال آیا۔ کہ جو انا للہ وانا الیہ راجعون اور اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی پڑھتا ہے ہم اس مصیبت کو راحت سے بدل دیتے ہیں۔

انسان پر جو مصیبت آتی ہے کبھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اس لئے انسان شکر کرے کہ قیامت کو مواخذہ نہ ہوگا۔ دوم ممکن تھا اس سے بڑھ کر مصیبت میں گرفتار ہوتا۔ سوم۔ مالی نقصان کی بجائے ممکن تھا جانی نقصان ہوتا جو ناقابل برداشت ہے۔ چہارم۔ یہ بھی شکر کا مقام ہے کہ خود زندہ رہے کیونکہ خود زندہ نہیں۔ تو پھر تمام مال و اسباب وغیرہ کی فکر لغو ہے۔

یہ سب مضمون جب میرے دل میں آیا۔ تو بڑے زور سے الحمد للّٰہ پڑھا۔ قرآن میں کہیں نہیں آیا کہ مومن کو خوف و حزن ہوتا ہو تو لایخافون ولایحزنون ہوتا ہے۔

زبان۔ کا سب سے بھاری فرض ہے (۱) کلمۂ توحید پڑھنا۔ نماز میں الحمد بھی فرض ہے (۲) تو گویا اتنا قرآن پڑھنا ہی فرض ہوا (۳) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی زبان کا ایک رکن ہے اس کے محرمات ہیں۔ غیبت۔ تحقیر۔ جھوٹ۔ افتراء۔ اس زبان کے ذریعے عام تلاوت قرآن و تلاوت احادیث کرے اور عام طور پر جو معرفت کے خزانے اللہ و رسول کی کتابوں میں ہیں۔ پوچھ کر یا بتا کر ان کی تہ تک پہونچے۔

معمولی باتیں کرنا مباح ہیں۔ پسندیدہ باتیں اپنی عام باتوں میں استحباب کا رنگ رکھتے ہیں۔

کان کے فرائض لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر اگر ہم حق کے شنوا ہوتے تو دوزخ میں کیوں جاتے اس سے ثابت ہوا کہ حق کا سننا فرض ہے اور غیبت کا سننا حرام ہے۔ سماع کے متعلق صوفیا میں بحث ہے۔ میرے نزدیک سماع قرآن و حدیث ضروری ہے۔ مگر ایک شیطانی سماع ہے کہ راگنی کی باریکیوں پر اطلاع ہو یہ ناجائز ہے۔

ناک کے فرائض۔ ہمیں حکم ہے کہ جس پانی کی بو خراب ہو اس سے وضوء نہ کریں اس واسطے پانی کا سونگھنا اس وقت فرض ہو گیا خصوصاً جب نجاست کا احتمال ہو۔

عید کے دن عطر لگانا مستحبات میں داخل ہے۔ ہاں اجنبی عورت کے کپڑوں اور بالوں کی خوشبو کا سونگھنا حرام ہے۔ اسی طرح آنکھ اور دوسرے اعضاء کے فرائض ہیں۔

خطبہ ثانی

اذکروا اللہ یذکرکم۔ زبان کے فرائض میں سے شکر بھی ہے ناشکری کا مرض مسلمانوں میں بہت بڑھ گیا ہے کسی کو نعمت دیتا ہے تو وہ حقارت کرتا ہے اس سے نعمت بڑھتی نہیں اگر انسان شکر کرے تو نعمت بڑھتی ہے۔

مال کی حرص۔ بھی بہت بڑھ گئی ہے جسکی پانچ تنخواہ ہے وہ چاہتا ہے دس ہو جائے اور جسکی سو ہے وہ دو سو کے لئے تڑپ رہا ہے طالب علموں میں بھی یہ مرض ہے اگر کوئی ان میں سے پاس ہو گیا تو پوچھنے پر شکر نہیں کریگا۔ بلکہ یہی کہیگا کہ خاک پاس ہوئے ہیں ہم تو چاہتے تھے فسٹ ڈویژن میں نکلتے وظیفہ لیتے۔

کسل و کاہل بھی ایک گندی صفت ہے جو مسلمانوں میں بڑھ رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دعا فرمائی ہے۔ جس کو تشہد میں بعض ائمہ نے فرض لکھا ہے۔ اللّٰھم انی اعوذ بک من العجز والکسل عجز کہتے ہیں اسباب کو مہیا نہ کرنا اور کسل اسباب مہیا شدہ سے کام نہ لینا رسول اللہ کی جماعت تھی کہ ان میں سے کئی لکڑیاں جنگل سے لا کر بیچتے اور اس میں چندے دیدیتے اور رات کو قرآن شریف یاد کرتے۔

معاملہ کی صفائی۔ بھی بہت کم رہ گئی ہے۔ روپیہ کسی کے قبضے میں آجاوے تو اس کا دل نہیں چاہتا کہ واپس دوں۔ تم میں یہ بُری باتیں نہ ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں نیکیوں کی توفیق دے۔ آمین۔

نماز جنازہ۔ میاں غلام حسین صاحب کلرک ملٹری ورکس ڈیرہ اسمٰعیل خان اپنی والدہ مرحومہ کیواسطے دعائے مغفرت کی درخواست کرتے ہیں۔

ایک غریب کی امداد۔ برادر محمد عثمان صاحب بادنی۔ جے پور سے ایک غریب احمدی طالب علم میڈیکل اسکول کیواسطے کچھ امداد (بطور قرضہ) کے درخواست کرتے ہیں کوئی ہے جو اس ثواب میں حصہ لے رقم بہت تھوڑی مطلوب ہے۔ خط و کتابت مذکورہ بالا پتہ پر ہو۔

دعائے صحت۔ میرے ایک مہربان دوست منشی اعجاز حسین صاحب کی اہلیہ سخت بیمار ہیں۔ سب احمدی احباب ان کیواسطے صحت کی دعا فرماویں۔

مژدہ۔ ۳۰ دسمبر کے اخبار کی نسبت نوٹس دیدیا تھا کہ شائع نہ ہوگا۔ مگر نیازمند اکمل حاضر ہو گیا اس لئے عید الضحیٰ کے خطبہ کو ناظرین تک جلد پہونچانے کے لئے شائع کیا جاتا ہے (۲) مفتی محمد صادق صاحب لاہور جلسہ پر تشریف لیگئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مظفر و منصور واپس لائے (۳) جن صاحبان نے ۱۹۰۹ء کی قیمت تا حال نہیں دی وہ جلد ادا فرماویں ورنہ ۶ والے بھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر

گجرات مین

چوہدری فضل علی صاحب آنریری مجسٹریٹ سول جج - شیخ فضل کریم صاحب وکیل اور شیخ عظمت اللہ صاحب میونسپل کمشنر کی طرف سے اس مضمون کا ایک نوٹس شائع ہوچکا تہا کہ مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۰۹ء کو پونے چھ بجے وید مقدس اور قرآن کریم پر خواجہ صاحب کا لیکچر ہوگا - کچھ دعوتی رقعے بھی بھجوائے گئے تہے اور چوہدری احمد الدین صاحب مختار نے بیرونجات مین بعض احمدی احباب کو بھی اطلاع کر دی تہی اسلئے سرگودہ - جہلم - لالہ موسے - وزیر آباد - گوجرانوالہ - لاہور - ڈسکے - شیخپور - گورالی سے پچاس کے قریب معزز احمدی برادران جمع ہو گئے (جن مین حافظ غلام رسول صاحب شیخ محمد جان صاحب منشی احمد دین صاحب - میان مہر الدین صاحب - حافظ محمد عیسے صاحب بابو جمال الدین صاحب ... خصوصیت سے قابل ذکر ہین) چھ بجے جب ہم پاسک صاحب کے باغ لائبریری کے ہال مین بعد نماز مغرب خواجہ صاحب کے ساتھ گئے - تو تمام ہال پر ہوچکا تہا اور لوگ برآمدون مین بھی اپنے بیٹھنے کے لئے بمشکل جگہ پا رہے تہے - ملک مولا بخش صاحب گورالی نے تجویز پیش کی کہ شیخ عطاء اللہ صاحب وکیل گجرات جو مذہبی انٹریسٹ رکھتے ہین اس جلسے کے پریزیڈنٹ مقرر کئے جاوین - شیخصاحب نے سردار یار محمد خان صاحب اور خان نواب خان صاحب تحصیلدار کو یہ منصب پیش کرنے کے بعد بڑے عجز و انکسار سے صدارت کی کرسی کو قبول کیا - اور خواجہ صاحب کو ایک مختصر سی افتتاحی تقریر کے ساتھ پبلک کے پیش کیا۔

انسان کو خدا کی طرف سے براہ راست علم یعنے الہام کی ضرورت

پونے ۷ بجے خواجہ صاحب نے اپنی تقریر کی۔ سبح اسم ربک الاعلے الذی خلق فسوی پڑھ کر فرمایا - اللہ تعالی فرماتا ہے اے قرآن پڑہنے والے تسبیح کر اس رب کی جس نے نظام ابلغ کے ساتھ دنیا کو پیدا کیا اور پھر اسباب و نتایج کا ایک سلسلہ قائم کیا - رب کہتے ہین اس ذات مستجمع جمیع صفات کمال کو جو پیدا کرے اور پھر اس کے قیام کے اسباب مہیا کرے - پس اس نے جیسے انسان کے جسم کے لئے انتظام فرمایا اسی طرح اس کی روح کے لئے بھی اہتمام فرمایا - اور اپنی جناب سے انسان کو ان رشتون سے اطلاع دیدی جو اسباب و نتایج مین پائے جاتے ہین - جون جون انسان کا علم اس خصوص مین بڑہتا جاتا ہے اس کو آسائش حاصل ہوتی جاتی ہے - مثلاً ہم چند چیزون کو جمع کر کے جب ایک خاص نظام سے تیار کرتے ہین تو اس کا نتیجہ کہاتا ہے - جس پر ہماری زندگی کا مدار ہے - غرض ہم چیزون کو جوڑ توڑ کر کچھ نتایج مرتب کر لیتے ہین جن سے ہمین خوشحالی حاصل ہوتی ہے اور اس کا سر ہے "علم" جو سامان آسائش آج ہمین حاصل ہین وہ اس سے پہلے نہ تھے - جو علم کی ترقی سے یہ سب کچھ حاصل ہوا - مگر اس "علم" نے کوئی نئی چیز پیدا نہین کی - صرف جون جون خواص الاشیاء کا علم بڑہتا گیا خوشحالی بھی بڑہتی گئی - گویا خوشحالی کا دار و مدار "علم" پر ہے - اور اس مین کچھہ شک نہین کہ سب سے بڑا علم تو اس "خالق" کا ہے - جس نے ان تمام اشیاء دنیا کو پیدا کیا - جس طرح جسمانی آسائشون کے علم کی ضرورت ہے اسی طرح اس سے بڑھ کر روحانی آسائشون کے لئے علم کی ضرورت ہے اگر کوئی مشین بناکر ہمارے سامنے رکھ دے اور اس کے متعلق ضروری علم نہ دے - تو ہم اس مشین کو کس طرح چلاسکتے ہین کوئی پرزہ اِدہر اُدہر ہوجاوے تو اسے کس طرح ٹھیک کر سکتے ہین - بہتر سے بہتر علم تو اس مشین کے متعلق مشین بنانے والے ہی کو ہے - پس انسان جو بمنزلہ ایک مشین کے ہے اس کے روحانی و جسمانی قوےٰ کے چلانے کے لئے کتنی بڑی ضرورت ہے اس بات کی کہ "علم" دیا جاوے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے - کہ وہ علم کہان سے آوے اس کی دو ہی صورتین ہین یا خود کوشش کی جاوے یا اس سے حاصل کیا جاوے جس نے انسان کو بنایا - بہتر طریق آخری ہے اور یہی صحیفہ قدرت کی شہادت ہے - کیونکہ اخلاق و روحانیات کے متعلق جس قدر لوگون نے قدم چلایا ہے ان سب کا ماخذ کوئی نہ کوئی آلہی کتاب ہے - اپنشد مین اگر بہت سی اخلاق کی باتین ہین - تو وید سے لی گئی - اور اگر پادریون نے اس بارے مین کچھ لکھا ہے تو وہ انجیل و توراۃ سے لیا ہے اور اگر کسی یونانی نے کچھ لکھا ہے تو کسی نہ کسی حکیم سے استفادہ کیا ہے جو اپنے وقت کا نبی تہا اور اسلامی فلسفیون نے اگر کوئی کتاب اخلاق مین لکھی ہے - تو اس کا اصل الاصول قرآن کریم ہے۔

خدا کا الہام جس پر چلکر انسان اپنے تمدن و معاشرۃ کو درست کرتا ہے کس پر ہوا اور کہان ہوا

غرض اخلاق کا سرچشمہ الہام ہے - یہ ایک سوال ہے - جس پر لوگون نے خون کی ندیان بہادین کیونکہ ہر شخص زور دیتا ہے - کہ میری قوم ہی ہے جو اس نعمت عظمےٰ کی حقدار ہے - ویدک دہرم والے کہتے ہین کہ کروڑ ہا برس ہوئے - صرف ہم پر یہ فضل خداوند پروردگار عالم ہوا - مگر ایک پارسی قوم ہے جو اپنی الہامی کتاب کے سن نزول کو آریون تک پہونچاتی ہے - ادہر مصر کے ارد گرد کی قوم ہے جو کہتی ہے کہ یہ فضل ہماری قوم سے مختص ہے اور وہ توراۃ کو پیش کرتی ہے - عیسائی کہتے ہین کہ مسیح علیہ السلام تک یہ سلسلہ الہام تہا اور اب بند ہوچکا - اب قرآن کریم کا مذہب اس مسئلہ مین کیا ہے؟

ہر قوم مین نذیر آیا

اس کا جواب یہی آیت دیتی ہے اس کا نام رب ہے وہ خدا جس نے ہندوستان کے لئے زمین و آسمان اور بارش کو پیدا کیا - اس خدا نے جو رب افغانستان - امریکہ - کو ان نعمتون سے محروم نہین رکہا کیونکہ وہ رب العالمین ہے رب ہندوستان یا رب امریکہ یا رب انگلستان نہین - پس ضرور تہا - کہ وہ ہر ملک مین اس زمانہ کی ضرورتون کے مطابق ہر قوم کے کسی برگزیدہ کو خلعت الہام سے سرفراز کرتا - چنانچہ اس نے ایسا کیا - مین مانتا ہون - کہ اس نے ہندوستان کے لوگون کی ہدایت کے لئے وید نازل کیا مگر مین اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہین - کہ اس کا فضل اسی ملک سے مختص و محدود ہو گیا - اگر کوئی جسمانیات کے متعلق انعامون مین مجھے خصوصیت دکہاوے - تو مین روحانیات مین بھی اس خصوصیت کو مان لونگا - انسان اس معاملہ مین اپنے نفس پر قیاس کر سکتا ہے - کہ وہ اس رب العالمین کا فضل عام ہے - چنانچہ اس نے اس جھگڑے کو مٹانے کے لئے فرمایا - ولکل قوم ھاد - پھر فرمایا - وان من امۃ الا خلا فیھا نذیرا - پھر اس سے بڑھ کر فرمایا - ولکل امۃ رسول - غرض اس تنازعہ کو اٹھانے والی سب سے پہلی کتاب قرآن کریم ہے - اس نے اعلان کیا کہ ہر قوم نے ضرورت مکانی و زمانی کے لحاظ سے خدا کے الہام کو پایا اور اسی کی ماتحت ہم مانتے ہین کہ ہندوستان مین وید کا کلام تہا۔

کیا وید کل دنیا کے لئے ہے

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے - کہ کیا وید کل دنیا کے لئے ہے اور کیا یہ آیندہ زمانہ کے لئے بھی تہا - سو جہان تک مین نے وید کو انگریزی کے ذریعے مطالعہ کیا ہے - مین بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہون کہ اس نے اس بات کا قطعی دعوے نہین کیا کہ وید کل ملکون کے لئے ہے - اور اگر اس مین بالفرض یہ دعوے موجود ہے اور مین نہین سمجھ سکا - تو پھر پچاس برس قبل از ین کوئی ہندو بھی نہین سمجھا کیونکہ اگر وید کل ملکون کے لئے ہوتا - تو پھر غیر قومون کو کیون اپنے مین شامل نہین کیا گیا اور کیون کسی برہمن کو حکم نہین کہ شودر کو وید سنائے بلکہ یہان تک لکھا ہے - کہ جو شودر وید سنتا یا پڑہے - اُسے قتل کر دیا جاوے - صاف بات ہے - کہ شدہی کا جھگڑا

پچاس سال سے ہے اور اس تحریک کے خود ساتھی ہندو مخالف ہیں۔ مین مان لیتا ہون کہ وید کروڑون برسون سے دنیا مین ہے۔ لیکن اگر یہ تمام دنیا کے لئے تہا تو خدا نے کیون سامان مہیا نہ کئے کہ کل دنیا مین یہ پھیلے اس سے تو اس رب العالمین پر الزام آتا ہے۔ یا یہ فیصلہ کرنا ہو گا۔ کہ کل دنیا کے لئے نہین تہا۔ بلکہ صرف ہندوستان کے لئے خدا نے اسے مختص کر دیا۔

وید ہمیشہ کے لئے نہین

دوسری بات۔ اس بات کے ثبوت میں کہ وید ہمیشہ کے لئے نہین تہا یہ ہے کہ کرشن جی مہاراج اور رام چندر جی کی کتابون کے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہون نے دعوے کیا ہم سرچشمہ علم مین ہم صاحب الہام ہین۔ اگر وید کے بعد الہام کا دروازہ بند تہا۔ تو انہون نے ایسا دعوے کیون کیا اور ان کے اس دعوے کو وید کے دہرم والون نے کیون تسلیم کر لیا۔

تیسری بات اس بات کے ثبوت مین یہ پیش کی جاتی ہے کہ جسم کی مرضون کے لئے طب کی ضرورت ہے اور جون جون دنیا ترقی کرتی جاتی ہے۔ نئی نئی مرضین پیدا ہوتی جاتی ہین اور ان امراض کے لئے پرانی طب ہرگز کام نہین دیسکتی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ آجکل کے امراض کے لئے وہ چارسو سال پہلے کی طب ہر پہلو سے مفید ہے۔ پس جب جسم کی مرضون کا یہ حال ہے تو روح کے امراض کے لئے بہی یہی فیصلہ ہونا چاہیئے۔ کہ پرانا الہام اس کے لئے کافی و وافی نہین قرار دیا جاسکتا۔ جب ہم گناہون کی تاریخ کو پڑہتے ہین تو جو کیفیت گناہون کی آجکل ہے ہزار سال پہلے اس سے یہ کیفیت نہ تہی۔ ہم دور کیون جاوین اس زمانے مین ہی دیہاتی اور شہری زندگی کا فرق نظر آرہا ہے۔ شہر مین جو کام معمولی سمجہا جاتا ہے۔ گاؤن مین اس کو سخت جرم قرار دیتے ہین۔ غرض گناہون مین جو پیچیدگیان آجکل ہین وہ اس سے پہلے نہ تہین جب یہ صورت ہے تو ہزار سال پہلے جو کتاب تہی وہ آجکل گناہون کا کس طرح علاج کرسکتی ہے۔ یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ وید ست جگ مین آیا اس وقت لوگون کی سادہ مزاج تہی پس اب وہی کتاب کلجگ کا کیونکر انتظام کرسکتی ہے اگر کرسکتی تو ہندؤن مین اوتار نہ مانے جاتے جن کا فلسفہ خالی از حکمت نہین۔ ہم دیکھتے ہین وشنو نے مچہلی کی شکل اختیار کی اور رامچندر نے راون کے تباہ کرنے کے لئے یہ کام کیا۔ ایسی تمام کہانیون مین ایک فلسفہ حقہ دیکھتے ہین وہ یہ کہ جس وقت دنیا خراب ہوتی ہے اور زمین کی حالت تبدیل۔ تو ضرور پرمیشر کسی نہ کسی انسان کے ذریعے اپنی تجلی کرتا ہے۔

قرآن شریف کے نزول کی ضرورۃ

اسی قانون قدرت کی تحت باوجود اس بات کے کہ کسی قوم کے پاس وید موجود ہے۔ کسی کے پاس انجیل۔ کسی کے پاس زبور اور تورات۔ پھر بہی قرآن شریف موجودہ کے نزول کی ضرورت ہے۔ اور اس کی ضرورت پر نظر کرنا ہمارا فرض ہے اور اس کے نزول کی وجہ دریافت کرنا ایک جائز سوال ہے۔ میرے دوستو! اس کا جواب خود قرآن کریم دیتا ہے اور یہ خوبی واحد قرآن ہی کے حصہ مین آئی ہے کہ وہ جب دعوے کرتا ہے۔ تو اس کے ساتھ دلیل بہی دیتا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ تاللّٰہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم الخ یعنے قومون مین اختلافات کے مٹانے کے لئے قرآن شریف آیا ہے یہ نہین فرمایا کہ کل قومین شروع ہی سے بے ایمان اور کافر تہین۔ اور ان مین کوئی ہادی نہین آیا بلکہ تسلیم کیا کہ سب قومون مین (امم مین ہندو بہی شامل ہین) الہام نازل ہوا تہا رسول آئے مگر قوم نے توجہ نہ کی۔ خدا کی کتاب کو چھوڑ دیا۔ شیطان کی حکومت کا جوا اپنے کندہون پر رکہہ لیا اس نے ان کے برے کامون کو اچہا دکہایا۔ اور یہ حکومت ان کے لئے عذاب الیم ہو رہی ہے دنیا مین بہی (دیکھو۔ ستی۔ جل پروا) اور وہ اپنی ہوائے نفسانی کے تابع ہوگئی۔ اسی طرح پر ان مین خطرناک اختلافات ہوگئے۔ جن کے مٹانے کے لئے قرآن شریف کی نزول کی ضرورت تہی یہ نہین فرمایا۔ کہ کتابنے خراب باتین پیدا کین ہرگز نہین بلکہ فرماتا ہے تم نے اسے پس پشت ڈالا اور یہ ہرگز نہین۔ کہ الہام اصولی طور پر مختلف تہے۔ کیونکہ جب جسمانیات کے متعلق اس کا جو فضل۔ بارش۔ ہوا آسمان کی صورت مین ہے۔ اس مین وحدت ہے۔ تو الہامون مین اختلاف کیون ہونے لگا ہماری طرف سے جو تعلیم آئی وہ ایک تہی۔ پہر تم نے تو اختلاف ڈالا کس طرح پر؟ سب شیطان کی حکومت مین آگئے۔ چنانچہ نزول قرآن کے وقت کے حالات عرض کرتا ہون۔

قرآن شریف کے نزول کیوقت مختلف ممالک کی قومون کے حالات

یورپ کی حالت تو ناگفتہ تہی۔ ان مین ایک ضرب المثل (.........) گناہ کرو تاکہ خدا کا فضل نازل ہو اور رومن کیتھولک مین اقرار گناہ کا اصول رائج تہا۔ عورتین پادریون کے پاس گناہ بخشوانے جاتین۔ پاک داخل ہوتین اور ناپاک ہوکر باہر نکلتین۔ یہ ساتوین صدی کے زمانہ کی باتین ہین۔

ایران۔ وہ جرم حد سے بڑہ کر تہا۔ جس سے اس مقدس رشتے مین نقصان آتا ہے۔ جو میان بی بی کے درمیان خدا کے قانون نے مقرر کیا ہے اس کی ذمہ دار ہرگز کتاب الہی نہین بلکہ وہ قومین ہین۔ نوشیروان کا زمانہ ہے اس وقت مذہب کا یہ حال تہا کہ پیر اپنے مُریدکی جس لڑکی پر نگاہ کرتا اور اپنی ناجائز خواہش کے شکار کے لئے چنتا۔ گویا اس کی سات پشتین بہشت مین یقین کرلی جاتین۔ مین آپ کی خدمت مین ایک تاریخی واقعہ عرض کرتا ہون جو ہے بہی بادشاہ کے گہر کا۔ وہ یہ کہ پیر کی نگاہ نوشیروان کی لڑکی پر پڑی۔ مگر نوشیروان کی غیرت آڑے آئی اور اس نے اپنے باپ کو اپنی جان اس شیطان پیر کے حوالے نہ کرنے دی۔

یہ مشہور ہے۔ کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ کتب خانہ کا جلادیا۔ اس کو تسلیم کرکے ایک انگریز محقق انگریز لکہتا ہے۔ بہت اچہا ہوا۔ کہ ان کتابون سے حمام گرم کئے کیونکہ وہ سب کی سب ایسی کتابین تہین جن کے گندہ مضامین کی جہلک کچہہ نہ کچہہ کوک شاستر اور لذت النساء مین پائی جاتی ہے۔

ھندوستان۔ کے متعلق مین اتنا عرض کردینا کافی سمجہتا ہون کہ ہر ایک قوم اپنے معبود کی طرف وہ اوصاف منسوب کرتی۔ جو اعلے سے اعلے عمدہ سے عمدہ ہون۔ مین تاریخی واقعہ نہین سُناتا۔ مگر ایک مورخانہ اصول پیش کرتا ہون کہ دیوتاؤن کے متعلق جو پرانون مین ذکر ہے اس پر غور کرو۔ اندر جس کو بمنزلہ خدا کے قرار دیا گیا ہے اس کے متعلق زنا کا اقرار ہے۔ چندرمان دیوتا کے متعلق مشہور ہے۔ کہ یہ داغ جو ہے زنا کی مار کا ہے۔ کرشن جسے مین بلحاظ اس کی تعلیم کے خدا کا مقدس سمجہتا ہون۔ اس کے متعلق گوپیون کا قصہ ہے۔ کہ لڑکیون کے کپڑے اُٹھا کرلے گیا اور وہ ننگی اس کے سامنے آنے پر مجبور ہوئین مین مانتا ہون کہ یہ سب باتین جہوٹ ہین۔ مگر اس زمانے کے لوگون کا مذاق ایسے قصون سے واضح ہو رہا ہے کہ وہ گناہ کو گناہ نہ سمجہا بلکہ اسے ایک اعلے وصف قرار دے کر اپنے دیوتاؤن سے منسوب کر رہے ہین۔ تعزیرات ہند مین فحش تصاویر کا رکہنا جرم ہے۔ مگر وہی فحش تصویر کسی مندر کی دیوار پر ہو تو جرم نہین اس سے آپ سمجہ سکتے ہین کہ اسے ایک قوم نے عزت کی نگاہ سے دیکہا ہے۔ ہندوستان کا ولی باوا نانک علیہ الرحمۃ جگنا تہہ جی مین جاتا ہے وہان کے حالات کے کیسے کیسے گندہ نقشے کہینچتا ہے۔ تو کیا وید اس کا ذمہ وار ہے ہرگز نہین بلکہ وہ قوم ذمہ وار ہے۔ پس اسی بنا پر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اے محمد اب ہم تم پر قرآن شریف نازل کرتے ہین۔ ایک زمانے مین یہ بات ان کے عقیدہ مین داخل تہی۔ کہ برہمن کے سوا وحی نہین ہو سکتی چونکہ رامچندر جی چہتری تہے اس لئے یہ گندہ قصہ تراشا گیا کہ وہ وہ برہمن کے نطفے سے تہے مین کہتا ہون۔ کہ یہ غلط اور قصہ گہڑنے والا مفتری۔ مگر ایسی باتون سے اس زمانہ کے مذاق کا پتہ لگ سکتا ہے۔ مہابہارت مین دروپدی کا قصہ موجود ہے۔ کہ اس کے پانچ خاوند تہے۔ موجودہ زمانہ مین یہ ایک جائز کوشش سے کہ ثابت کیا جاتا ہے کہ اس کا ایک ہی خاوند تہا۔

مگر اس سے یہ پتہ تو چل گیا کہ اس وقت زمانے کا حال کیا تھا۔ عرب ۔ ان تمام بد معاشیوں اور شرارتوں کا سردار تھا ۔ عربیوں کے نزدیک باپ کی عورت بھی حلال تھی ۔ باپ کے ورثہ میں جیسے مال آتا تھا ایسے ہی اس کی دوسری بیویاں بھی جنہیں وہ اپنے نکاح میں لاتے ۔ غرض قرآن کریم کی یہ آیت اس حالت زمانہ کا خوب نقشہ کھینچتی ہے۔ ظهر الفساد فی البر والبحر

یعنے جن پر الہام اترا وہ بھی اور جن پر نہیں اترا ۔ وہ سب کے سب بگڑے ہوئے تھے ۔ اب میں پوچھتا ہوں ۔ کہ ایسے حالات میں کسی کتاب کے نزول کی ضرورت تھی یا نہیں ۔ کیوں نہیں ضرور تھی ۔ کرشن مہاراج فرماتے ہیں ۔ جس کا ترجمہ فیضی نے خوب کیا ہے ۔ چو بنیاد دین سست گردد بسے ۔ نمایم خود را بشکل کسے ۔ اگر ایک وقت میں کرشن کی ضرورت تھی تو ان حالات میں کہ سب قومیں بگڑ چکی تھیں ۔ قرآن کی ضرورت بھی تھی ۔

دوسری وجہ یہ کہ اختلاف پیدا ہو گیا ہے ۔ وید کے ماننے والوں میں تیرہ سو برس پہلے بھی اختلاف تھا اور اب بھی ہے اور وہ اختلاف مسلمانوں کی طرح فروعی نہیں بلکہ اصولی ہے ۔ آریہ لوگ مورتی پوجن کا کھنڈن اس سے نکالتے ہیں تو سناتنی مورتی پوجن کل دین کا اصل بتاتے ہیں ۔ کچھ ہندو آستک تو وہ بھی ہندو ہیں جو ناستک ۔ غرض کہ ہندو کی کوئی جامع مانع تعریف تا حال نہیں ملی ۔ برہمو وید نہیں مانتے تناسخ کے قائل نہیں وہ بھی ہندو ۔ ان تمام اختلافات کا قرآن فیصلہ کرتا ہے ۔ کیونکہ جب کل تعلیم ایک ہی سچی ہو گی ۔ اور وید کی شرتی کی ایک نہ ایک تشریح ضرور قرآن شریف کے مطابق ہے اور وہ ہی حق ہے ۔

اختلاف اقوام کی وجہ

اس اختلاف کی بھاری وجہ یہ ہے اس زبان کا اٹھ جانا جس میں یہ کتابیں نازل ہوئیں ۔ مثلاً وید جس زبان میں ہے وہ اب قطعاً کسی ملک میں نہیں بولی جاتی نہ اس کا سمجھنے والا کوئی ہے ۔ وہ ایک خزانہ ہے مگر مقفل اور اس کی کلید گم ہو گئی ۔ جو زبان تھی ۔ پس ضروری تھا کہ اسی الہام کو ایسی زبان میں منتقل کیا جاوے ۔ جو ام الالسنہ ہو اور تبدیل نہ ہو ۔ جو خدا ابر فصل کیوقت بارش کو بھیجتا ہے ۔ کیا طاقت نہیں رکھتا ۔ کہ اسی الہام کو کسی اور زبان میں بھیجدے ۔

وقت آ گیا ہے کہ کل قوموں کے لئے ایک مکمل کتاب قرآن کریم ہو

ایک وقت دنیا میں تھا کہ ایک ملک کے باشندے دوسرے ملک کے باشندوں کے حالات سے بالکل ناواقف تھے اس لئے ان میں الگ الگ کتاب کی ضرورت تھی مگر اب تو دنیا کے ملک شہروں کی طرح ہو رہے ہیں اور شہر محلوں کی مانند ایک کلکتہ شہر ہی کو دے لو ۔ وہاں بھی تمام مذاہب کے ماننے والے پائے جاتے ہیں ایسے حالات میں ضروری ہو گیا کہ تمام کتابوں کی صداقتوں کو چن کر ایک کتاب میں جمع کر دیا جاوے ۔ اور میں یہ کہنا بھول گیا کہ صرف وید ہی کی نہیں بلکہ تمام الہامی کتابوں کی زبانیں دنیا کے پردے سے مفقود ہو چکی ہیں ۔ مثلاً بائبل کی وہ ہیبرو (عبرانی) اب موجود نہیں بلکہ کوئی بائبل موجود نہیں جو عبرانی میں ہو ۔ ترجمہ در ترجمہ رہ گیا ۔ موجودہ برٹانیکا میں ثابت کر دیا گیا کہ صرف چار آیتیں ہیں جو ہائی کریٹی سیزم کی ماتحت مسیح تک پہونچتی ہیں ۔ غرض عقائد میں اختلاف ہے اور الہامی کتابوں کی زبانیں اٹھ چکی ہیں اب ان کے سمجھنے کے لئے یا تو وہ زبانیں کوئی پڑھے جن کا علم محالات سے ہے یا خدا خود فضل کرے اور کل کتابوں کی صداقتوں کا نچوڑ ایک کتاب میں ہو ۔

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس ضرورت کا پورا کرنیوالا قرآن مجید ہے ۔

قرآن شریف اس بات کا مدعی ہے کہ وہ تمام صداقتوں کا مجموعہ ہے

کیونکہ وہ فرماتا ہے ۔ فیها کتبٌ قیمة ۔ اس میں تمام پچھلی صداقتوں کا مجموعہ ہے ۔ بلکہ وہ ان صداقتوں کے علاوہ اور صداقتیں بھی اپنے پاس سے پیش کرتا ہے اور اپنے دعاوی کو مدلل بہ براہین ساطعہ و حجج قاطعہ کرتا ہے ۔)

قرآن شریف کا نزول عرب ہی میں مناسب تھا

جس زمانے میں قرآن شریف کا نزول ہوا ہے ۔ اس میں عرب ہی اتفاق سے ایسا ملک ہے جسمیں وہ حالت پائی جاتی ہے ۔ جو آجکل دنیا کی ہے ۔ کیونکہ جیسا آجکل ہر شہر میں مختلف مذاہب کے لوگ جمع ہیں اسی طرح عرب ایسا ملک تھا ۔ کہ اس میں مشرک ۔ عیسائی ۔ صابی ۔ قائلین تناسخ ۔ منکران باری تعالیٰ ۔ یہودی وغیرہم کل مذہبوں کے لوگ موجود تھے اس لئے ان پر ہی سب سے پہلے ایسی کتاب نازل ہوئی ۔ عرب کی زبان بھی ایسی تھی کہ وہ اس وقت تک تو کیا اب تک نہیں بدلی ۔ پس اسی میں خدا کا مقدس الہام جو کل صداقتوں کو اپنے اندر رکھتا تھا نازل ہوا ۔

بجائے اس کے کہ کل کتابوں کی صداقتوں کو انسانوں کی جماعت جمع کرے ۔ یہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مجموعہ نازل ہو

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں نہ علماء ہی جمع ہو کر وید کے ایک سے قرار دے لیں ۔ یا بھونروں کی طرح کل کتابوں کو دیکھ کر ان کی صداقتوں کو جمع کر لیں ۔ اس کا جواب قرآن شریف ان آیات میں دیتا ہے ۔

والله انزل من السماء ماءً فاحیا به الارض بعد موتها ۔ ان فی ذلك لاٰیة لقوم یسمعون ۔ و ان لكم فی الانعام لعبرةً ط نسقیكم مما فی بطونه من بین فرث و دم لبناً خالصاً سائغاً للشاربین ۔ و من ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سكراً ورزقاً حسناً ان فی ذلك لاٰیة لقوم یعقلون ۔ واوحی ربك الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتاً ۔ ومن الشجر ومما یعرشون ثم كلی من كل الثمرات فاسلكی سبل ربك ذللاً یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاءٌ للناس ان فی ذلك لاٰیة لقوم یتفكرون ۔ (پ ۱۴ ۔ النحل رکوع)

ترجمہ کرنے کے بعد معزز لکچرار نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے چار چیزیں پیش کی ہیں ۔ پانی ۔ دودھ ۔ پھل ۔ شہد ۔ پانی بارش سے ہی آتا ہے ۔ زمین کے پانی میں ایک مدت کے بعد حیاتی مادہ نہیں رہتا ۔ تو خداوند تعالیٰ خاص طریق سے اس پانی کو آسمان پر اٹھا لیتا ہے ۔ پھر پاک صاف کر کے واپس بھیجتا ہے کیا سائنس دانوں نے باوجود ترقی علم کے کوئی ایسی مشین ایجاد کر لی ہے کہ دنیا کے پانی کو زمین پر ہی صاف کر کے اس میں حیاتی مادہ بھر دیں ۔ ہرگز نہیں اور کیا یہ ممکن ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ پس اسی طرح جب الہام آیا ۔ اور مخلوق خدا نے اسے مکدر کر دیا ۔ تو ضرور تھا ۔ کہ وہ آسمان پر اٹھایا جاتا اور وہاں خدا کے ہاتھوں پاک ہو کر آتا ۔ اب اس کا انجام کا نام خواہ تورات ۔ انجیل رکھ لو ۔ خواہ سب سے آخری کتاب قرآن کریم ۔

اسی طرح دودھ ہے سب لوگ جانتے ہیں کہ بھینس بھیڑ اور گھاس وغیرہ کھاتی ہے ۔ پھر یہ تمام خوراک خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی مشین میں جاتی ہے اور وہاں سے دودھ الگ ہو کر تھنوں میں آتا ہے ۔ کیا کوئی ایسی مشین ایجاد ہوئی ہے ۔ یا ہو سکتی ہے جس کے ذریعہ بھوسہ ۔ گوبر اور خون سے دودھ الگ نکال کیا جاوے ۔ ہرگز نہیں ۔ پس اسی طرح میں مانتا ہوں کہ وید بھی موجود ۔ انجیل بھی موجود ۔ تورات بھی موجود ۔ اور الہی کتب موجود ۔ مگر ان تمام صداقتوں کا دودھ بغیر خدا کی مشین کے ناممکن ہے ۔

تیسری دلیل میں میں نے پھل پیش کئے ہیں ۔ اب پھل کے اجزا معلوم ہیں اور یہ بھی معلوم کہ ہوا اٹھتی ہے ۔ اور پھل سے جو مرکز ڈاک کے چٹھیاں تقسیم کرنے والے کی طرح

اپنے سہانے مقام پر پہونچاتی ہے - لیکن کیا کوئی ایسی مشین ہے جس میں یہ پھل پیدا ہو جاوین اور ہوا سے انار کے جوہر الگ سیب کے الگ حنظل کے الگ کر لئے جاوین - اسی طرح صداقتیں وید - انجیل - توریت میں موجود ہیں - مگر ان سے استفادہ کے لئے اب خدا کے ہاتھ کی ضرورت ہے - کہ سب کتابون کے جوہر نکال کر رکھدے -

سب سے آخری مثال شہد کی دی ہے - جو مختلف امراض کا علاج ہے کیونکہ شہد مختلف پھلون اور جڑی بوٹیون کا (جو فرداً فرداً کسی نہ کسی مرض کی دوا ہین) نچوڑ ہے اب یہ شہد ٹھیک ایسا شہد کہ خالص عسل کے برابر ہو کوئی انسانی مشین تیار نہین کر سکتی - اسی طرح انجیل ناسپاتی ہے - وید سیب خدا کی نعمتین ہین جن سے دنیا کے امراض کا علاج ہوا - مگر ان سب کا نچوڑ شہد کے طور پر قرآن کی صورت مین صرف خدا کے ہاتھ کا ہے میرے دوستو! تمام قوام بگڑ جاتے ہین - مگر شہد نہین بگڑتا یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے آخری کتاب قرآن شریف نازل کی جو اگلی الہامی کتابون کی طرح رسم و الفت و عادت کے غبار سے مکدر نہین ہوتی نہ اس کی زبان بگڑے گی - یہی وجہ ہے کہ خدا کی تجلی کا آخری تختگاہ عربی زبان مقرر ہوئی -

پس میرے پیارو! مین مانتا ہون کہ تمام قومون کی کتابین خدا کی طرف سے آئین اور وہ اپنی مکانی زمانی ضرورت کے لحاظ سے اب ان سے استفادہ محال اور ناکافی ہو رہا ہے اس لئے قرآن مجید تمام صداقتون کا جامع ہے بلکہ اور صداقتین بھی اپنے اندر رکھتا ہے اس پر ایمان لاؤ -

اس بات کا ثبوت کہ قرآن مجید ان تمام صداقتون کا جامع ہے - کتب سابقہ مین نازل ہوئین اس کے لئے بہت وقت چاہیئے - اب دو گھنٹے گذر چکے ہین انشاء اللہ دوسرے لیکچر مین بیان کرون گا - ہمارا تمہارا کوئی جھگڑا نہین - ہم صرف اتنا کہتے ہین کہ وہ آئینے دھندلے ہو گئے اس لئے ایک مصفیٰ اور چمکیلے آئینہ کی ضرورت ہے - آؤ تم ہمارے بزرگون کی عزت کرو - ہماری کتاب کو خدا کی کتاب مانو - ہم تمہارے بزرگون کی عزت کرتے ہین اور وید کو اپنے زمانہ کی الہامی کتاب مانتے ہین - (چیرز) ہم تم کو اصل بھی دیتے ہین اور اس کے ساتھ سود درسود بھی (چیرز) ۸ بجے لیکچر ختم ہوا -

اس کے بعد پریزیڈنٹ نے اٹھ کر مسلمانون کی طرف سے ہندوؤن کا شکریہ ادا کیا اور یہ کہا یہ مضمون دونون فرقون مین اتحاد و محبت پیدا کرنے والا ہے - اور بتلایا کہ قرآن مجید تو دو بچھڑے دلون کو ملانے ہی آیا - چنانچہ اس نے فرمایا -

کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً

اس کے بعد آریہ سماج کے سکرٹری صاحب نے اٹھ کر لیکچرار کا شکریہ ادا کیا کہ خواجہ صاحب نے نہایت متانت شائستگی تہذیب کے ساتھ اپنا بیان کیا -

عام طور پر گوجرات کی پبلک نے اس لیکچر کو بہت پسند کیا ہے انشاء اللہ اثر سے خالی نہین رہے گا -

---

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معظم برادر جناب اڈیٹر صاحب بدر زادت عنایتکم - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جناب نے ۱۱ر نومبر ۱۹۰۹ء کے اخبار بدر مین میرا خط زیر عنوان خاتم النبیین شائع فرما دیا ہے - جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کو جناب نے پسند فرمایا ہے اور جب جناب کو پسند ہوا تو بفضلہ تعالیٰ مفید ہی ہوگا متفقین مبصر اوس مضمون سے بہت کچھ فائدہ حاصل کرے گا لہذا عاجز کو جرأت ہوئی ہے کہ اس بارہ مین اور بھی عرض کرون - اگر مناسب اور مفید ہو تو شائع فرما دین - موجب اجر عظیم ہوگا واضح ہو کہ تجدید دین ایسا ضروری امر ہے کہ اتمام نعمت اور اکمال دین نے امت مرحومہ کو اس سے مستغنی نہین کیا - منطوق کلام خیر البشر جو مؤکد ہے کافی ثبوت ہے - سوال یہ ہے کہ کیا بعد اکمال دین و اتمام نعمت کے ضرورت تجدید دین کیون واقع ہوئی - سو الٰہیات مین قلیل معلومات رکھنے والے کو بھی معلوم ہے کہ جس امت نے ازلی ابدی خدا کے بے انتہا نعمتون کو حصر کیا یا معطل سمجھا ہے اوس کی پیرو اول المحرومین ہین - آریہ کا کلام الٰہی کو صرف اشخاص اولیہ پر منحصر جاننا ہی خدا کی معرفت مین ٹھوکر کا موجب ہوا ہے - وقس البواقی علی حسب مراتب العصر اسلام اس عیب سے پاک ہے لہذا باوجود اکمال و اتمام نعمت کے اس مین تجدید دین کا سلسلہ جاری رہا ہے تا آنکہ اسلام کا آخری موعود جو خاتم الاولیا ہے - الملقب المسیح الموعود والمہدی المسعود کمال تاریکی کے زمانہ مین جلوہ گر ہوا اور وہ بھی چونکہ اسے ازلی ابدی خدا کے صفات کا آئینہ تھا اور اسے خاتم النبیین کا نائب جس نے سب قسم کی متفرق نبوتون کا خاتمہ کر کے نبوت تامہ جامع کا دریا از سر نو جاری کر دیا تھا - اسی واسطے حضرت مسیح موعود نے بھی بدستور تجدید کا شوق لگا دیا - رہا یہ امر کہ اب تک کسی نے نبی کہلانا گوارا نہین کیا حاشا نبی کہلانا تو بجائے خود ماند بلکہ مکمل اولیاء امت نبی بن کر دکھلاتے رہے ہین جیسا کہ میری شائع شدہ تحریر سے ازدان معارف پر ثابت ہوا ہوگا اور مزید بر آن یہ ہے کہ امت مرحومہ جو اللہ تعالےٰ کے جناب مین حاضر ہو کر یعنے نماز کے اندر اس دعا کے ذریعہ جناب الٰہی مین بتضرع سوال کرنے پر مامور ہوئی ہے (اللہم صل علے محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید) حالانکہ سیدنا خاتم النبیین علیہ افضل الصلوٰۃ والبرکاتہ - سید ولد آدم ہین اور کوئی مومن آدم و من دونہ تحت لوائی سے انکار نہین کر سکتا - پس باایں ہمہ وہ کونسی حالت منتظرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مین بالنسبت سیدنا ابراہیم کے کمالات کے مطلوب تھے - جسکی بابت سوال اور دعا کرنے کے لئے امت مرحومہ مامور ہوئی ہے - سو واضح ہو کہ وہ حالت ابو الانبیاء ہونے کی تھی جو سیدنا ابراہیم کو حاصل ہو چکی تھی - اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وقتاً فوقتاً علے حسب الزمان حاصل ہونے والے تھے اور بعد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بذریعہ قدرت ثانیہ کے وعلم جو تا انیام قیامت حاصل ہوتی رہے گی اور اسی درود شریف مین اللہ تعالیٰ کا اسم حمید مجید آیا ہے اور دو دفعہ لیطور کے آیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے - تحمید و تمجید الٰہی کا دور جاری رہیگا اور اس مین پیشگوئی حضرت مسیح موعود کے بھی پائی جاتی ہے کیونکہ حمید جو حمد کا فعیل ہے اور بامبالغہ محمود ہے وہ بالمبالغہ حامد کو چاہتا ہے یعنی احمد کے وجود کا تقاضا کرتا ہے - تا غلبہ کفر و ارتداد کے وقت اتم درجہ کے تحمید و تمجید کا باعث ہو اور جس طرح حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دو سلسلون کی یعنے اسرائیلی و اسماعیلی کے باپ اور دو ملت یعنے موسوی و عیسوی کا مبدء ہین - اسی طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو سلسلہ یعنے محمدی و احمدی کا باپ مبدء ہون - ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما سے واضح ہوتا ہے کہ موسوی اور عیسائی حضرت ابراہیم کو مقتدا اور ہر دو سلسلہ کا باپ اور مبدء یقین کرتے تھے - اسیواسطے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہر دو محمدیہ جلالیہ و احمدیہ کے باپ اور مبدء رہین - چنانچہ یہ دعا مستجاب ہوئی اور خاتم الخلفاء خاتم الاولیاء اللہ فی حلل الانبیاء جلوہ گر ہوئی اور آنحضرت صلعم کے ساتھ ابوۃ اور نبوت معنوی کو تسلیم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی جو زبان زد خلائق تھی پوری ہوئی اور انہ شانک کے دوسرے لباس مین عملی تفسیر مشاہدہ ہوئی اگر مکمل اولیائی الحقیقت انبیاء نہین ہین تو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابو الانبیاء ہونا محال ہوتا اور امتہ مرحومہ کی دعا اور محنت ضائع اور آنحضرت صلعم کی تعلیم معاذ اللہ بیکار ہوئی - ستباب تشریع سے علماء کو دھوکا ہوا ہے کہ نادانستہ کمالات محمدیہ کا انکار کر بیٹھے ہین اگر جناب نے میرے اس عریضہ کو اخبار مین جلد درج فرما دیا تو بعد ازین چند مستند امور اس بارہ مین معاوض کرون گا - والسلام مع الاکرام - خاکسار غلام احمد اختر

(اوچ - بہاولپور)

جن کا دستخط یوں ہے،

یہ کون صاحب ہیں

کتب مفصلہ ذیل بذریعہ وی پی عنایت فرماویں ۔ شہادت القرآن ۔ معیار الصادقین ۔ ظہور المسیح الاستخلاف ۔ ازالہ اوہام ۔ حجۃ اللہ ۔ راز حقیقت بہ بار ہا عرض کیا جا چکا ہے کہ پتہ پورا نستعلیق ہونا چاہیئے ۔ دفتر کے معاملہ میں کبھی ذاتی واقفیت کا لحاظ نہ کیا جائے ۔

نکتہ چینی

۱۶ دسمبر کے بدر میں مکرمی ایڈیٹر صاحب نے ایک نہایت ضروری سوال اٹھایا ہے ۔ جس کو حل کرنے کا دعویٰ تو میں نہیں کر سکتا ہاں اسے حل کرنے کی راہ بتانے یا کم از کم اس سوال کو کلیر کرنے کی کوشش قبل اس کے کہ میں گوشہ سے اپنے کام پر حاضر ہوں اور میری آواز ایڈیٹوریل سٹاف میں گم ہو جائے ضرور کروں گا ۔

میرے خیال میں یہ ایک نہایت امن پسندی ۔ سلامت روی نیک نیتی کا طریق ہے کہ جس کارخانے یا انجمن یا مدرسے یا مکتب یا دفتر کے کسی کام میں نقص نظر آوے ۔ تو اول اس کی برادرانہ شکایت اسی شخص سے کرنی چاہیئے جس سے وہ کمزوری یا نقص یا عیب یا غلطی ظہور میں آئی ۔ اس پر بھی جب اصلاح نہ ہو ۔ تو پھر ضروری ہے کہ صدر انجمن احمدیہ میں اس کی رپورٹ کی جاوے ۔ اور محترم سکریٹری کا فرض کہ اس پر مناسب نوٹس لے اور اگر کوئی باہمی رنجش یا کسی اور اہم معاملہ کے متعلق مقدمہ ہے ۔ تو کمیٹی بذریعہ صدر انجمن حسب رضامندی فریقین برائے تحقیق بٹھائی جاوے اور اس کا فیصلہ تسلیم کیا جائے ۔ لیکن اگر اس پر بھی تسلی نہ ہو ۔ تو پھر شاکی کو حق حاصل ہے کہ امیر المومنین کے حضور اپیل کرے اور تمام مسل مقدمہ اس اپیل کے ساتھ ہو ۔ یہ ایک بہت بری بات ہے کہ پہلے مرحلہ ہی میں شکایت امیر المومنین کے حضور کر دی جاوے کیونکہ یہ طریق ادب سے بہت دور ۔ اور ان کے اوقات گرامی میں حرج کا موجب ہے لیکن مشکل اس سوال کا حل کرنا ہے ۔ کہ آیا قادیان کی تمام انجمنیں اور اخبار اور بعض مکاتب وغیرہا ۔ اپنے تئیں صدر انجمن احمدیہ جس میں امیر المومنین بحیثیت پریزیڈنٹ شامل ہیں کے ماتحت سمجھتے ہیں یا نہیں اور کیا ان کا اخلاقی فرض اور ایمانی تقاضا الوصیت کی ماتحت یہ ہے یا نہیں کہ وہ اپنی تمام حرکت و سکون کو اس کی ماتحت رکھیں اور اس کے منشاء کے مطابق کام کریں اور آیا ہر انجمن یا کارخانے کا صدر انجمن کے برابر کا جوڑ بن کر امیر المومنین سے براہ راست تعلق ان کے اوقات گرامی کو پریشان کرنے والا اور نظام قومی میں خلل انداز ہے یا نہیں اور ہم موجودہ سلطنتوں میں کیا طرز دیکھتے ہیں اب اس سے بھی زیادہ ایک اور مشکل سوال ہے وہ یہ کہ صدر انجمن کے کام اور فیصلوں پر ہم کو نکتہ چینی کا حق کہاں تک حاصل ہے اس سوال کے جواب کے وقت ہمیں اعلیٰ حضرت مسیح موعود کی تحریر کو مدنظر رکھ لینا چاہیئے ۔ کہ میرے بعد انجمن کی کثرت رائے کا فیصلہ قطعی ہوگا پس عوام الناس کے لئے تو میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں کہ انہیں فرداً فرداً اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہاں صدر انجمن چونکہ ماتحت ہے مطابق اپنے وعدے کے اس امیر المومنین کی اور جیسا کہ حضرت مغفور نے بھی لکھا ہے ۔ احمدی پبلک کی کثرت رائے کی اور اخبار آئینہ ہے پبلک رائے کا ۔ اس لئے صدر انجمن کے کام کے متعلق جو شکایت ہے ۔ وہ پہلے محترم سکریٹری کے پاس جانی چاہیئے ۔ اگر اس پر اصلاح نہ ہو اور جواب تسلی بخش نہ ملے تو پھر ضرور کہ وہ معترض باڈی بحیثیت مجموعی یا مسلمہ اہل الرائے یا اخبار نویس امیر المومنین کے حضور میں یہ معاملہ پہنچا دے ۔ جو فیصلہ ہو وہ آخری سمجھا جاوے لیکن سوال یہ ہے کہ یہاں تک پہونچکر بھی صدر انجمن یا دوسرے کارخانوں کی نقائص کی اصلاح نہ ہو یا پبلک رائے کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے اخبار نویس حق رکھتا ہے یا نہیں کہ اس آخری مرحلہ پر پہونچکر اس اعتراض کو پبلک کر دے سو یہ تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اخبار نویس کو یہ حق اخلاقاً ضرور حاصل ہے اور اگر اخبار کو یہ وقعت نہ دی جاویگی تو پبلک سے درخواست کرنی چاہیئے کہ وہ اس کو بائیکاٹ کر دے لیکن ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ قوم کی موجودہ حالت اس بات کی متقاضی ہے یا نہیں کہ ایسے اہم معاملات کو پبلک کر دیا جاوے ۔ اور اختلاف رائے و عیب گیری کو غیر احمدی بھی سن لیں ۔ بدر نے تو اس سے پہلے ہی سمجھا ہے کہ ابھی قوم کی یہ حالت نہیں اس لئے اس نے بعض معزز احباب کے اپنے تئیں مردہ پرچہ کہلایا مگر اپنے کام کا دائرہ یہیں تک محدود رکھا کہ امام الوقت کے الہامات اور تقریروں کو جس قدر میسر ہو سکیں جلدی شائع کر دے چنانچہ اب بھی یہ فخر بدر ہی کو حاصل ہے کہ وہ روزانہ درس پیش کرتا ہے پھر امیر المومنین کے خطبات ۔ تقریریں ۔ مکتوبات وقتاً فوقتاً بڑی محنت سے جمع کر کے شائع کرتا رہتا ہے ۔

(ب) کیا یہ انجمن بھی دوسری انجمنوں کی طرح ہے یا اس کو چند خصوصیتیں حاصل ہیں کہ اس کے ممبر خدا کے برگزیدے کے برگزیدے ہیں ان کا پریزیڈنٹ تمام قوم کا مسلمہ ۔ مفترض الاطاعت امیر ہے ۔ لوگوں کا تعلق بطور پیری مریدی ہے ۔ پھر ہم نے ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا ہے کہ ابھی وقت آیا ہے یا نہیں کہ ٹرسٹیز کی تعداد کو بڑھا دیا جاوے تاکہ صدر انجمن احمدیہ پورے طور پر احمدیہ پبلک کی ریپریزنٹو ہو سکے ۔ غالباً میں اس سوال کی جو ایڈیٹر صاحب نے مجمل الفاظ میں کیا ہے ۔ کافی تشریح کر چکا ہوں اب ناظرین اس پر اپنی اپنی رائے دیں امید کہ مکرم شیخ یعقوب علی صاحب بھی قوم کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اس سوال کا جواب بذریعہ بدر دینگے اور الحکم کی ادارت کی کرسی پر جلوہ افروز ہونے کی حیثیت سے وہ ایڈیٹر بدر کی رائے کے بعد جو کچھ مناسب سمجھیں لکھ سکتے ہیں صدر انجمن کے تمام ارکان بھی اس طرف توجہ فرماویں ۔ (اکمل)

آجکل کے پیر

ملتان سے ایک دوست نے ایک مشہور پیر صاحب کے کچھ حالات لکھے ہیں جو کہ ناظرین کی دلچسپی کیواسطے ہدیہ ناظرین ہیں ۔

میرے مہربان جناب مفتی صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ اور کیا سناؤں ؟ تین چار روز تک گدی نشین نے میرے غریب خانہ کے قریب قیام فرمایا ۔ ایک تقریب پر آئے تھے قریباً سو آدمی ان کے ہمرکاب تھے کل واپس تشریف لے گئے ہیں ان کی آمد سے یہاں کیا اثر ہوا اس کے پوچھنے کی کچھ ضرورت نہیں ۔ عام لوگوں کے لئے خاص زیارت مشکل ۔ مگر مراسی اور عورتوں کے لئے بہت ہی سہل تھی رات دن ان کی روحانی غذا انہیں مراسی عورتوں کا گانا بجانا تھا اور جسمانی غذا علاوہ مکلف کھانوں کے صرف نیم تولہ افیون سنی جاتی ہے جس کے باعث ان کا چہرہ مبارک زردی مائل رنگت جلا ہوا معلوم ہوتا تھا اور آنکھیں بسبب افیون کے ست یا بے حیائیاں ظنی کریں ۔ تو کہہ سکتے ہیں کہ شاید شب بیداری اور کثرت عبادت کے باعث نیم سیلی ہو گئی ہیں ۔ سخاوت میں نواب کلب علی خان یا محمد شاہ رنگیلے کے ثانی تھے یعنی انہیں عورتوں اور مردوں تک (جو انکو گا بجا کر مسرور کرتے تھے) محدود تھا ۔ پوشاک مبارک بالکل سادہ یعنی جوتی طلادار ریشمی چادر باریک ململ سے بھی کچھ ہی موٹی کمر میں باندھے ہوئے اور مخمل کی نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی پوستین ۔ سبحان اللہ ! ریشمی چادر کی دونوں تہوں سے آر پار کی چیزیں بخوبی نظر آسکتی ہیں ۔ چلتے وقت مراسیوں پر خاص نظر شفقت کی علاوہ انعام و اکرام کے ہاں ان کے دو نوکر بالکل نوجوان فربہ تن ریشمی کرتے اور چادریں پہنے ہوئے سونے کے بٹن اور ڈہولن سونے کے گلے میں ڈالے ہوئے ادہر ادہر اس کے کہڑے ہوئے ...... ولدان مخلدون کا نظارہ بن رہے تھے ۔ ہاں نماز سے ظاہرا پرہیز تھی ۔ جلوت گاہ میں تو کبھی نماز کا نام بھی کسی شخص کی زبان پر نہیں آیا ۔ شاید خلوتگاہ میں ادا فرماتے ہوں گے ۔ مگر واللہ مخرج ماکنتم تکتمون ۔ تمام ہمسائے ادہر ادہر کے چیخ اٹھے ۔ کہ مسجدیں ساتھ ہیں ۔ نماز کہیں بھی نہیں پڑھتے ہاں عصر کے بعد سیر کے لئے فٹن پر سوار ہو کر بازار میں جایا کرتے تھے ۔ مگر اب معلوم ہوا ہے کہ ان کو دینی کاروبار سے کچھ سروکار نہیں بلکہ یہی زینت الحیوٰۃ الدنیا ہی درکار ہے کیونکہ ایک غیر شہر میں ان کی یہ حالت دیکھی گئی تو اپنے گاؤں میں اس سے بھی بڑھ کر کھل کھیلتے ہونگے ۔ اولاد کچھ نہیں بلکہ آگے کی توقع بھی قطع ۔ کیونکہ بسبب کثرت افیون کے .... یہ ہیں آجکل کے مشائخ کے حالات قابل التفات مختصر طور پر لکھے ہیں ۔

کشتہ جریان (۳)

جریان۔ مقوی باہ۔ نزلہ۔ زکام۔ درد و کمر۔ کثرت احتلام۔ ان امراض میں یہ کشتہ از حد مفید بلکہ اکسیر ثابت ہوا ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے آیندہ بھی مفید ثابت ہوگا۔ جریان کی شناخت پیشاب کے پہلے یا پیچھے دھات کا نکلنا۔ یہ بیماری چند روز میں آدمی کو مردہ بلکہ زندہ در گور کر دیتی ہے اس سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ مالیخولیا۔ نسیان۔ کمی خون۔ دل کا دھڑکنا۔ ضعف دماغ۔ بینائی کا کم ہونا۔ ناامیدی۔ بیحوالی۔ غمگینی۔ خوف وغیرہ نزلہ کسی طوبت کا گلے یا سینے یا پھیپھڑے پر گرنا۔ زکام: ناک سے کسی طوبت کا نکلنا انسے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں یہ ہیں۔ مرگی۔ سل۔ نمونیا۔ ذات الجنب۔ فالج۔ جوڑوں کا درد۔ آنکھ کان۔ دانت کی بیماریاں۔ یہ ایک کشتہ بڑی محنت اور کوشش سے تیار کیا ہے جسمیں کوئی زہریلی ملاوٹ نہیں انشاء اللہ بہت مفید با برکت ثابت ہوگا۔ جو صاحب چاہیں مجھ سے منگوا سکتے ہیں۔ لحاظ محنت اور فوائد کے قیمت بہت کم ہے تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھا سکے۔ قیمت فی تولہ ۱۲؎ محصول ڈاک ذمہ خریدار

المشتہر عبد الرحمان کاغانی احمدی شفا خانہ حکیم نور الدین صاحب قادیان (گورداسپور)

مصدقہ حضرت خلیفۃ المسیح ۱۱؎

شاہی طبیب حاذق مولوی حکیم نور الدین صاحب کا مجرب۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

خدا کی دی ہوئی نعمتوں میں سے آنکھیں بڑی نعمت ہیں اور آجکل کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ عام طور پر لوگ آنکھوں کے بیماریوں میں مبتلا ہیں نوجوانوں کو دیکھو وہ بھی عینک لگائی پھرتے ہیں اور ضعف نظر کی عام شکایت ہے اسلئے میں نے بڑی محنت سے اصلی ممیرا جو امراض چشم کیلئے مسلم مفید چیز ہے حاصل کیا ہے اس کے اصل ہونیکے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا خاندان طبی لحاظ سے بھی ایک ممتاز خاندان ہے اور اس پہلو سے بھی آپکی تصدیق نظیر ہے اور علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی تصدیق فرمائی کہ یہ اصلی ممیرا ہے ممیرا حاصل کرنیکی بعد میں نے حضرت مولوی صاحب کے مجرب اور ہزار ہا مریضان چشم پر آزمائے ہوئے سرمہ کے نسخہ کو آپ کی ہدایت کیموافق ترکیب دیکر طیار کئے ہیں اور اب فائدہ عام کیلئے مشتہر کرتا ہوں چونکہ یہ تین مختلف نسخے ہیں اسلئے ہر ایک کی قیمت جدا جدا ہے قیمت سرمہ قسم اول ۴؎ دوم ۲؎ سوم ۱؎ قیمت ممیرا قسم اول عنقا معدوم ہے۔ المشتہر احمد نور کابلی مہاجر از قادیان ضلع گورداسپور

ایک تسلی بخش ذریعہ ۱۲/۲۳

یہ بات مشہور ہے اور سب لوگ جانتے ہیں کہ پنجاب اور ہندوستان میں گوجرانوالہ ہی ایک ایسا مشہور شہر ہے کہ جہاں درجہ کی آہنی الماریوں صندوقوں اور صندوقچیوں کے بہت سے کارخانے ہیں اگرچہ میں خود نہ تو لوہار ہوں اور نہ یہ کام اپنے ہاتھوں سے کر سکتا ہوں لیکن ایک کارخانہ کیساتھ سالہا سال سے خاص تعلق ہونیکی وجہ سے مجھے اسکے بہت سے بھیدوں سے اطلاع ہے اور سوا اسکے مالک کارخانہ بھی اچھا آدمی ہے اسلئے میں پورے وثوق سے کہ سکتا ہوں کہ اگر کسی کو آہنی الماری یا آہنی صندوق وغیرہ کی ضرورت ہو تو وہ کلی تسلی سے میری معرفت مال مطلوبہ منگایا کریں انشاء اللہ تعالیٰ حسب خاطر مال روانہ کیا جائیگا۔ نیز واضح ہو کہ اگر کسی بھائی کو پہلے بطور نمونہ دو تخمینہ الماریوں کے نرخ سے واقفیت حاصل کرنی ہو تو کارڈ کے آنے پر ہم فہرست کارخانہ بھیجدینگے۔

علاوہ ازیں میں نے اپنی زیر نگرانی صابن کا ایک چھوٹا سا کارخانہ کھولا ہے جس میں دیسی و انگریزی صابون عمدہ عمدہ قسم کے تیار ہوتے ہیں جو صاحب صابون کی تجارت کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں وہ مجھ سے خط و کتابت کر کے تصفیہ کر کے فائدہ اٹھا دیں۔

المشتہر

حکیم محمد دین۔ دروازہ دیسہ سنگھ۔ گوجرانوالہ۔

مجموعہ فتاوے احمدیہ

علم فقہ میں علماء کے علمی اختلافات جو صدہا سال چلے آتے تھے۔ انکو مٹانے کیلئے یہ بے نظیر کتاب مسائل فقہ میں حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کی یادگار ہے۔ ہر ایک امور خدا کے صحیح فتووں سے واقف ہونیکے لئے ہر ایک احمدی کے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے حضرت خلیفۃ المسیح کے فتوے بھی اس میں درج ہیں قیمت ہر سہ حصہ ۱۲؎ ملنے کا پتہ۔ دفتر بدر قادیان ضلع گورداسپور

ست سلاجیت

مقوی جمیع اعضا۔ نافع صرع۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام۔ و استسقا۔ و زردی رنگت۔ تنگی نفس و دق و شموخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و بیوست و اوجاع مفاصل وغیرہ وغیرہ۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کیساتھ استعمال کریں۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ (عہ) ایک تولہ سے کم روانہ نہوگی۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

(مفتی محمد صادق اوڈیٹر بدر قادیان ضلع گورداسپور)

اعلان ۱/۲۴

لنگی پشاوری و کلاہ و پٹی کشمیری و لوئی و عینک و پنسل و کرسمس جس بھائی کو ضرورت ہو بارعایت ایک آنہ فی روپیہ کمیشن پر مجھ سے طلب کریں فائدہ رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

شیخ غلام نبی بھٹی احمدی بازار کلان راولپنڈی۔ وی پی با قیمت پیشگی شرط ہے

دفتر اخبار بدر سے خریدو

تشحیذ الفرقان۔ مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی کتاب شہادۃ القرآن کا دندان شکن علمی جواب۔ قیمت ۴/

معیار الصادقین۔ راستبازوں کی پہچان کے اصول اور مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت۔ قیمت ۳/

ظہور المسیح۔ اکثر مخالف کتابوں کے اعتراضوں کے جوابات و وفات مسیح اور حضرت کے دعاوی کی نسبت کامل تشریح آیت استخلاف کی عجیب تفسیر کی ہے۔ قیمت صرف ۶/

سراج الشہادتین۔ مصنفہ فاضل امروہی مولوی سید محمد احسن صاحب مولانا عبد اللطیف شہید کی پیشگوئی سورہ یسین سے قیمت ۱/

عصمت انبیاء۔ ان آیات کی صحیح تفسیر جن سے نادان انبیاء کا گنہگار ہونا سمجھتے ہیں۔ قیمت ۷/

غلامی کے متعلق تمام اعتراض کے جواب اور فیصلہ کن بحث۔ قیمت ۲/

آئینہ صداقت۔ حضرت اقدس کی وفات پر نہایت عجیب رسالہ۔ قیمت ۱/

چشمہ مسیحی۔ حضرت اقدس کی تصنیف جو اور کہیں نہیں ملتی عیسائیوں کے خلاف ۳/ کاسر احمدی ۱۰/ نظم مستورات ۱۰/

مبادی الصرف۔ صرف عربی زبان سیکھنے کیلئے مختصر و جامع رسالہ۔ تصنیف حضرت امیر المومنین۔ قیمت ۲/

الاستخلاف شیعوں کا رد قرآنی آیات سے ایک نئی طرز میں۔ قیمت ۳/

البرہان الصریح۔ پنجابی نظم میں دلچسپ۔ قیمت ۲/

شہادت آسمانی حصہ اول و دوم۔ قیمت ۷/

مور کھ سیدھ۔ مسیح موعود کی وفات پر جو اعتراضات ہیں انکے جوابات

اسلام کی پہلی کتاب۔ مصنفہ ماسٹر عبد الرحمان صاحب۔ بچوں کیلئے قیمت ۱/

حضرت اقدس کے دعاوی اور انپر اعتراضوں کے جواب کے متعلق مدلل و مکمل رسالہ قیمت ۳/

عیسائی مذہب۔ عیسائیوں کے رد میں اور مسیح کے صلیب سے بچکر کشمیر پہنچنے کا ثبوت قیمت ۱۰/

معیار حق۔ سچے مذہب کی شناخت کے بارے میں۔ قیمت ۱/

لیکچر مہر سنگھ جس میں باوا نانک علیہ الرحمۃ کا اسلام ثابت کیا گیا ہے قیمت /

القول الصحیح۔ میاں ہدایت اللہ صاحب مشہور شاعر پنجابی کی اردو نظم مسیح موعود کے دعاوی کے ثبوت میں قیمت ۱/

شری نہہ کلنک جسمیں حضرت صاحب کا کرشن اوتار ہونا ثابت کیا گیا ہے حجم ۱۲ صفحہ

کرشن لیلا۔ ایک ہندی نظم لیکھرام کی ہلاکت اور کرشن اوتار کی صورت قیمت آدھ آنہ

فتح الدین۔ مسیح کی وفات کے ثبوت میں آیات و احادیث کی پنجابی نظم میں تفسیر۔ قیمت ۴/

سیر بزید۔ شکاری لوگوں کے لئے بہت مفید۔ قیمت ۸؎ بجائے ۱۲؎ کے

دفتر اخبار بدر قادیان ضلع گورداسپور

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ بارہوان

سورہ ہود

مورخہ ۲ - دسمبر ۱۹۰۹ء

(بقیہ رکوع ۱۰)

آیت ۱۶ - اولو بقیۃ - جنہیں نیکی کا اثر باقی ہو - صاحبانِ عقل و شعور - ما اُترفوا فیہ - جس راہ ہیں کہ انہوں نے عیش و عشرت کو پایا - جب تک کسی قوم میں ایسے لوگ ہوں جو بدیوں سے منع کرتے رہیں اور نیکیوں کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں تب تک وہ قوم ہلاک ہونے سے بچی رہتی ہے -

آیت ۸ - بظلم - اللہ تعالیٰ بے وجہ کوئی عذاب نہیں دیتا لوگ خیال کرتے ہیں کہ دنیا میں مصائب ایسے ہی بلا سبب آجاتے ہیں - قرآن شریف ایسا نہیں کہتا بلکہ فرماتا ہے کہ جس بستی میں مصلح موجود ہوں وہاں عذاب نہیں آتا -

آیت ۹ و ۱۰ - لذٰلک خلقھم - رحم کے واسطے ہی ان کو پیدا کیا ہے - اس آیت سے ظاہر ہے کہ دنیا میں اختلاف مذاہب کا ہمیشہ رہے گا - تمت - یہ بھی خدا تعالیٰ کی ایک بات ہے - اور پوری ہو گی کہ جن و ناس کا ایک گروہ داخل جہنم ہوگا -

آیت ۱۱ - کلاً نقص - یہ سب جو ہم نے بیان کیا یہ اس واسطے ہے - کہ پہلے انبیاء کے حالات کے سننے اور معلوم کرنے سے تیرا دل مضبوط ہو کہ تمام انبیاء کے ساتھ ایسا حال ہوا اور تو بھی ایک نبی ہے وجاءک - اور جو پیشگوئی تیرے متعلق تھی وہ اب آگئی ہے -

آیت ۱۲ - علیٰ مکانتکم - حتی الامکان - تم اپنی پوری طاقت سے میرے مقابلہ میں زور لگاؤ اور اپنی جگہ پوری طرح سوچ بچار کر لو -

آیت ۱۴ - غیب - یہ سب انبیاء کے واقعات جو قرآن شریف میں بیان کئے ہیں یہ غیب یعنی پیشگوئیاں ہیں جیسا کہ ان انبیاء کو کامیابی ہوئی اور ان کے مخالف ہلاک اور تباہ ہوئے ایسا ہی حال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے احباب کا اور جس طرح انبیاء کے مخالفوں کا حال ہوا اسی طرح آپ کے مخالفوں کا ہوگا -

یہاں سورہ ہود کے نوٹ ختم ہوئے

آغاز سورہ یوسف

(مورخہ ۴ - دسمبر ۱۹۰۹ء رکوع ۱۱)

آیت ۱ - الٓر - انا اللہ اریٰ - میں اللہ دیکھتا ہوں کہ جو کچھ تم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کرتے ہو - جس طرح تم اس رسول کے ساتھ برتاؤ کر رہے ہو اسی طرح یوسف کے ساتھ اس کے بھائیوں نے کیا تھا تمہارا بھی اس رسول کے سامنے وہی حال ہوگا جو یوسف کے سامنے یوسف کے بھائیوں کا ہوا تھا حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی تھے جن میں سے ایک بنیامین آپ سے ہی عمر میں چھوٹے تھے اور یہی سگے بھائی یوسف علیہ السلام کے تھے باقی بھائیوں میں سے جو سوتیلے تھے ایک ان کے خیر خواہ تھے باقی نو مخالف تھے ایسا ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مخالف بھی نسعۃ رھط نو گروہ تھے -

آیت ۱۳ - قصص - بیان - یاد رکھنا چاہیے کہ یہاں لفظ قَصَص ق پر فتح کے ساتھ ہے یہ مصدر ہے اور اس کے معنے ہیں - بیان کرنا - بعض لوگ غلطی سے اس کے معنے کرتے ہیں - قصے - قصہ اور لفظ ہے جو ق کی زیر اور کسرہ کے ساتھ ہے - اور اسکی جمع ہے - قِصَص - ق کے نیچے زیر کے ساتھ - نبیوں میں حضرت رسول کریم حضرت نوح ؑ حضرت موسیٰ ؑ حضرت ابراہیم علیہم السلام والبرکات بڑے اولو العزم لوگ ہوئے ہیں اور ان کا معاملہ حضرت یوسف علیہ السلام کہیں بڑھ چڑھ کر ہے حضرت یوسف علیہ السلام کا معاملہ تو صرف بھائیوں یا ایک عورت کے ساتھ ہوا تھا اور وہاں تمام اقوام کی مخالفت کا بہت خوفناک مقابلہ پیش تھا -

آیت ۴ - رایت - میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اس کا نام خواب رکھتے ہیں مگر حضرت یوسف نے اس کو دیکھا ہی فرمایا اور یہی اصطلاح صحیح ہے وہ بھی ایک قسم کی بیداری ہی ہوتی ہے جس میں دوسرے شریک نہیں ہو سکتے - لی سٰجدین - میرے سبب سے وہ سجدہ میں گرے ہوئے ہیں کوئی ایسا امر واقعہ ہوا ہے کہ وہ سب کے سب سربسجود ہو رہے ہیں - آیت ۵ - اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب تعبیر رویا کی سمجھ گئے تھے - فرمایا تیرے بھائی تو تیرا مقابلہ کریں گے اور یہ ان کا شیطانی فعل ہوگا - کیونکہ شیطان ہی آپس میں جنگ کرا دیتا ہے

آیت ۶ - یعلمک - اللہ تعالیٰ تجھے اس رویا کی اصل حقیقت بتا دیگا اس بات سے حضرت یعقوب ؑ نے پہچان لیا کہ یوسف پر خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہونیوالا ہے - میرا اور میرے باپ اسحٰق میرے دادا ابراہیم ؑ کا وارث ہوگا

مورخہ ۵ - دسمبر ۱۹۰۹ء

(رکوع ۱۲)

اس رکوع میں خدا تعالیٰ کی صفات مہیمن اور حافظ کا خوب اظہار ہے - آیت ۱ - سائلین - آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کے متعلق سوال کرنیوالوں کے واسطے یوسف اور اس کے بھائیوں کے بیان میں جواب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے ہی مکہ والوں نے یہی ارادے کئے تھے کہ ان کو قتل کیا جاوے یا قید کیا جاوے - یا جلاوطن کیا جاوے آخر آپ ہجرت پر مجبور کئے گئے اور بالآخر یوسف کی طرح اہل مکہ پر فتح پائی اور انہیں معاف کر دیا اس آیت میں پیشگوئی ہے کہ جو حال یوسف کے بھائیوں کا اس کے مقابلہ میں ہوا تھا وہ ان قریش کا ہوگا

آیت ۲ - عصبۃ - ہم ایک بڑی جماعت ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقابلہ میں ایسا ہی کہا گیا تھا - من القریتین عظیم - ضلٰلٍ مبین - کاٹنے والی محبت - یوسف کے ساتھ ایسی محبت ہے جو ہم سے قطع محبت کراتی ہے - آیت ۳ - من بعدہ - بعض لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ یہ بدی ہم کر لیں پھر نیک بن جائیں گے - ایسے آدمیوں کو نیکیوں کی توفیق نہیں حاصل ہوتی - بعد میں توبہ کر لینے کی نیت کیساتھ بدی کی طرف جھکنا کبھی اعمال صالح کی توفیق نہیں دیتا

آیت ۴ - غیٰبت الجب - قعر بیر - وہ کنواں اس کنعان کے راستے پر ایک خاص کنواں تھا اور اسی کی طرف اشارہ ہے

آیت ۵ و ۶ - ان سب موقعوں میں جو یوسف کے بھائیوں نے کئے کہیں انشاء اللہ نہیں کہا - خدا کا نام بالکل نہیں لیا اسی واسطے حضرت یعقوب علیہ السلام کو خوف پیدا ہوا کہ ان کی ان باتوں کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا کیونکہ انکو جناب الٰہی کا خیال ہی نہیں آیا انشاء اللہ تعالیٰ کہہ نہیں سکے - یرتع - کھیلیگا - کودیگا - جنگل کے پھل کھائیگا چرانا سیکھیگا - آیت ۹ - اوحینا - اس جگہ خدا تعالیٰ حضرت یوسف کی تشفی فرمائی - وحی کی آواز اونچی ہوتی ہے - مگر پاس والے نہیں سنتے - آیت ۱۱ - نستبق - ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے -

آیت ۱۴ - واردھم - اپنا سقہ - پانی بھرنے والا - غلام - عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ ہاجرہ لونڈی تھی اور اسمٰعیل لونڈی سے پیدا ہوا - اللہ تعالیٰ نے تمام بنی اسرائیل کو فرعون کا غلام بنایا - یوسف علیہ السلام

غلام ہنو۔ شرم! شرم!! شرم!!! اور حضرت یوسف اس جگہ نبی اسمٰعیل کے غلام بنائے گئے۔

آیت ۲۰۔ بخس۔ خدا تعالیٰ نے اس رقم کی تحقیر کی ہے خواہ کتنی ہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے بھی کفار عرب نے سو اونٹ انعام مقرر کیا تھا کہ جو ان کو قتل کرے اسے سو اونٹ ملیگا۔

مورخہ ۶۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء (رکوع ۱۳)

آیت ۱۔ عسیٰ ان ینفعنا۔ ہمیں نفع دے۔ وہ مشرک کا فرتھے (۱) انہوں نے سوچا کہ اس کو متبنّےٰ بنا دینگے (۲) ایہ خیال کیا کہ اسے بزرگ کر آئینگے کیونکہ آریوں کی طرح وہ بھی تھے ایک نبی کے متعلق ایسا خیال کیا مگر وہ کیا جانتے تھے۔ ھیت لک۔ بناؤ سنگار اور تمام سامان کر کے کہا کہ ایسے آؤ۔

ھمّ۔ یوسف نے اس عورت کو روکنے میں زور لگایا۔ لولا ان رّا برھان ربہ۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور احکام دربارۂ عفت اس کو نہ ملے ہوتے تو وہ اس عورت سے بچنے کی کوشش نہ کرتا۔ اور اسکو نصیحت کرنیمیں زور لگاتا۔

مورخہ ۷۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء (رکوع ۱۴)

شغفھا حبًّا۔ شغف وہ چمڑا جو جلد کے اوپر ہوتا ہے۔ داخل ہونا۔ جنون کی حالت تک پہونچ جانا۔ بمکرھن۔ مکر کے معنے تدبیر کے ہیں لیکن صحابہ تابعین نے اس کے معنے توہین کے کئے ہیں یعنی جب ان کا قول سنا۔ متّکا۔ تکیہ۔ گدیلے۔ نمارق۔ بعض شہروں میں وہ دوستوں کے دیتے ہیں۔ سکّینا۔ چھری میوے کاٹنے کے لئے۔ اکبرنہ۔ اس کو عظیم الشان پایا۔ قطّعن ایدیھن۔ یہ محاورہ ہے مطلب یہ کہ اظہار تعجب کیا اور تعجب سے ہاتھ منہ میں کاٹا۔ بعض نے یہ معنے کئے ہیں کہ بوجہ حیرت و رعب حسن دلشد ہونیکی بجائے پھلوں کے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ حاش للہ۔ اللہ پاک ہے جس نے ایسا انسان پیدا کیا۔ عورت۔ بدکار آدمی کو جلد پہچان لیتی ہے دیکھتے ہی کہا۔ یہ تو کوئی فرشتہ ہے۔ السجن۔ سجن کے معنے حبس مراد لے لیتے ہیں قیدخانہ یا حبس۔ احب الیّ۔ حضرت یوسف نے تو کہا مجھے قید پسند ہے۔ مگر ہمارے نبی کریم نے کبھی ایسا لفظ نہیں بولا آپ ہمیشہ عفو ہی مانگتے رہے۔ انک عفو تحب العفو۔ انسان کو نہیں چاہیئے کہ اپنے لئے مصیبت مانگے۔

مورخہ ۸۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء (رکوع ۱۵)

ودخل معہ السجن۔ ہر بلا کین قوم را حق دادہ است ٭ زیر آن گنج کرم بنہادہ است۔ حضرت موسیٰ کو ایک طرف تو بادشاہ کے گھر میں پرورش کرایا تاکہ دربار بادشاہی کو دیکھ بھال لے اور دوسری طرف ایک غریب گھر میں بھی رکھا تا زندگی کے اس حصہ کے عجائبات کو بھی دیکھ کر امیر و غریب کی اصلاح کر سکے۔ اسی طرح حضرت یوسف کو ایک طرف باپ سے الگ کیا پھر قید خانہ میں ڈلوایا اور دوسری طرف مصر کے بادشاہ کا مقرب بنایا۔ حضرت مجدد کو الیار کے قلعہ میں قید ہوئے تو قید خانہ سے ایک شخص کو خط لکھتے ہیں ہم کو قرآن شریف یاد کرنے کے لئے موقعہ نہیں ملتا تھا اب قرآن شریف کی یاد کے لئے خوب موقعہ ملیگا میں قرآن کا بہت معتقد ہوں جو ان کے معتقد نہیں وہ بھی دیکھیں کہ کس دل سے یہ خط لکھا گیا ہے کبھی کبھی مجھے خیال آتا ہے کہ ہمارے نبی کریم بھی ہجرت کے تین دن غار میں رہے ہیں آپنے اس میں اپنے رفیق صدیق کے ساتھ کیا کیا باتیں کی اور دعائیں کی ہونگی۔

قال احدھما انی ارانی۔ اللہ تعالیٰ نے رویاء کی عظمت کے اظہار کے لئے تین رویاء کا ذکر اس سورۃ میں کیا ہے (۱) کافر کا۔ فرعون۔ (ب) فاسق کا۔ قیدی۔ (ج) مومن کا رویا۔ یوسف کا دیکھئے۔ ارانی۔ ارانی ہی آیا ہے یہ بیان نہیں کیا کہ ہم نے خواب میں دیکھا یا کشف میں دیکھا یا یقظہ میں۔ پس نبی کریم کی احادیث میں کیوں کر خواہ مخواہ مشکلات ڈالے جاتے ہیں۔

خمرًا۔ خمر کے معنے انگور۔ صحابہ نے اس لغت کو اچھی طرح سے بیان کیا ہے۔ لا یاتیکما۔ کھانا نہیں آئیگا کہ میں تم کو اس کی تعبیر بتا دونگا گفتگو کی تمہید کیسی مناسب ہے دیکھو جس سے ساتھ فجار لوگ موجود ہیں اس راستباز کو یہ معلوم ہوگیا کہ ان لوگوں کو مجھ سے حسن ظن پیدا ہو گیا تو اس حسن ظن سے فائدہ اٹھا دین ان کو تسلی بھی دیدی۔ کہ میں تمہاری بات بتاتا ہوں اور ساتھ ہی اپنی تبلیغ بھی کر دی۔

ہر ایک مومن کو بھی اس ٹوہ میں رہنا چاہیئے۔ جب کوئی حق کا شنوا دیکھے تو اسے حق سنا دے۔ مگر ایسے طور پر کہ موثر ہو نہ یہ کہ اور بھی بھڑک اٹھے۔ جیل خانہ فساق کی جگہ ہو مگر حضرت یوسف تقرب الٰہی کیواسطے گئے تھے آپنے اسے اسی کا مظہر پایا۔ علم رویاء کی کتابیں مطالعہ کرنے سے اور اس پر غور کرنے سے بہت سے قانون قدرت کے جھگڑے طے ہو جاتے ہیں قرآن کریم نے اکثر الفاظ اسکے بیان کر دیئے ہیں لوگ لغت کو لے لیتے ہیں لیکن علم رویاء سے الفاظ کے معانی حل نہیں کرتے۔

واتبعت ملۃ اٰبائی۔ ایک طرف میں نے کچھ چیز ترک کی ہے دوسری طرف کچھ اخذ کی ہے۔

ماکان لنا ان نشرک باللہ۔ شرک نہ کرنے کے معنے ہیں کہ نہ کوئی خدا کے برابر محبوب ہو نہ کوئی اس کے برابر معظم ہو نہ کوئی اس کے برابر مطاع ہو۔ قضی الامر الذی۔ ایک خواب ہے جس کے وجود ہی میں شک ہو پھر اس کی تعبیر میں دقت ہے پھر یہ مشکل کہ وہ تعبیر پوری بھی ہوگی یا نہیں مگر آپ پیشگوئی کرتے ہیں کہ یہ بات تو ہو چکی۔ ظنّ انّہ۔ ظن جب اس کے پیچھے انّ آجاوے تو یقین کے معنے دیتا ہے اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ انسان جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنی ہو اس کو چاہیئے کہ ہر عیب سے اپنے آپ کو بچاوے اور پاک صاف ثابت کرے۔

مورخہ ۹۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء (رکوع ۱۶)

وقال الملک۔ دیکھئے بادشاہ نے بھی انّی اریٰ ہی کہا ہے۔ فی المنام کا ذکر نہیں۔ اضغاث احلام پراگندہ خیالات۔ یہاں یہ نہیں کہا کہ ہم اس خواب کی حقیقت کو نہیں پہونچ سکتے بلکہ الٹا اسی کو بیہودہ بنایا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا والے اپنی کبریائی کے باعث اپنی لاعلمی کو تسلیم نہیں کرتے بعض آدمی سوال کر چکنے سے پیشتر ہی جواب کیلئے تیار ہو جاتے ہیں دنیا پرست انسان اپنی واقفیت وسیع ثابت کرنے کے لئے کسی کا لحاظ ہی نہیں کرتے تھا منہما۔ دیکھو حضرت یوسف کو حبس میں دیکھ کر کس طرح کہا کہ ہم تجھ کو محسن سمجھتے ہیں پھر حضرت یوسف نے کس طرح ان کے خواب کی تعبیر بیان کی۔ اور کتنا بڑا وعظ توحید کا بیان کیا لیکن وہاں بادشاہ کے پاس آ کر شراب پلانے میں ایسا محو ہوا کہ بھول گیا اسی لئے مجھ کو کسی بڑے دنیادار سے محبت نہیں اب اس کو جب اپنی ضرورت پڑی تو بات یاد آگئی۔ یوسف ایھا الصدیق۔ پھر آ کر نہ کوئی عذر کیا نہ شرمندگی ظاہر کی آتے ہی اپنی غرض اور مدعا بیان کرنا شروع کر دیا۔ لعلّی ارجع الی الناس۔ بادشاہ کا نام نہیں لیا دیکھو اب جب حضرت یوسف نے دیکھا کہ یہ دنیا پرست دنیا پرست کے پاس سے آیا ہے تو اب وعظ نہیں کیا بلکہ فوراً جواب دیدیا۔ تحصنون۔ تذخرون۔ تجمعون۔ جو کچھ تم نے جمع کیا۔ عام۔ وہ برس جس میں بہت بارشیں ہوں۔ عوم عربی زبان میں تیرنے کو کہتے ہیں چونکہ جن سالوں میں بارشیں خوب ہوتی ہیں۔ بچے خوب تیرتے ہیں اس لئے اس کا نام عام رکھا گیا۔ اس رکوع میں دنیا پرستوں اور غافلوں کی دوستی کو سمجھایا ہے۔

(سورۂ یوسف رکوع ۱۷)

استخلصہ لنفسی(؟) —

اَستَونی بہ۔ اس دفعہ حضرت یوسف نے خدا پر توکل رکھا اپنے متعلق کچھ نہیں کہا جلد خلاصی ہوئی۔ الیٰ ربک۔ اپنے مالک کے پاس۔ کیدھن۔ تدابیر جنگ۔ حضرت یوسف نے ایسا کیوں کیا۔ مصلح بننے والے تھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اپنا پیشہ بنانا تھا اس واسطے الزام کو دور کرنا ضرور سمجھا۔ بدنام کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف میں تھے ایک بیوی مسجد میں آگئیں دوسروں کو نقاب اتار کر دکھایا تاکسی کو وسوسہ نہ ہو۔

الاٰن حصحص الحق۔ تبیّن۔ برز۔ ظاہر ہو گیا۔

ذٰلک لیعلم۔ اس لفظ کا کہنے والا کون ہو۔ بعض نے کہا کہ یوسف۔ بعض نے کہا کہ امرءۃ العزیز میرا خیال بھی ہے کہ وہ عورت تھی اس نے کہا کہ میں نے ہی گواہی دی۔

یہاں پارہ دوازدہم کے نوٹ ختم ہوئے الحمد للّٰہ رب العالمین